بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سوانح حیات

جناب محمد ابن علی علیہ السلام

محمد حنفیہ

مؤلفہ

راحت حسین ناصری۔

ترتیب و پیش کش۔

محمد وصی خاں

صدر مرکزی تنظیم ۱۰۶ رجسٹرڈ

ناشر

مرزا علی سعید لکھنوی۔ کورنگی۔

Presented by Ziaraat.Com

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۱	اضافی سرورق	۱
۲	فوٹو مصنف	۴
۳	معنون	۵
۴	فہرست کتب جن سے اخذ کیا گیا	۶
۵	ہدیہ	۷
۶	حرف آغاز۔ از محمد وصی خاں	۸
۷	مقدمۃ الکتاب	۱۴
۸	محمد حنیفہ کا نسب نامہ	۲۲
۹	محمد حنیفہ کی ولادت باسعادت	۲۹
۱۰	اسم مبارک و کنیت والقاب	۲۹
۱۱	علمی تجربہ و شجاعت	۳۱
۱۲	آپ کی طاقت	۳۴
۱۳	جنگ جمل	۳۷
۱۴	امیرالمومنینؑ کا فن حرب بتانا	۳۹
۱۵	جنگ صفین اور محمد حنفیہ	۴۱
۱۶	جناب محمد حنفیہ کے اہتمام	۴۵
۱۷	امیرالمومنین کی وصیت	۴۹
۱۸	محمد حنفیہ اور حسنینؑ علیہم السلام	۵۴
۱۹	امامؑ حسن کی وصیت	۵۵
۲۰	ایک غلط روایت اور اسکا تجزیہ	۵۷
۲۱	امام حسن علیہ السلام کی تشیع جنازہ	۵۸
۳۲	جناب محمد حنفیہ اور امام حسین علیہ السلام	۶۲
۳۳	روانگی کے وقت امام حسینؑ کی	
"	محمد حنفیہ کو وصیت	۶۵
۳۴	محمد حنفیہ کا امام حسین علیہ السلام کی	
"	بیعت میں نہ جانے کے اسباب	۶۶
۳۵	محمد حنفیہ اور امام زین العابدینؑ	۶۸
۳۶	محمد حنفیہ اور یزید	۷۵
۳۷	عبداللہ ابن زبیر اور محمد حنفیہ	۷۷
۳۸	محمد حنفیہ اور امیر مختار	۸۰

Presented by Ziaraat.Com

۳۹	محمد حنفیہ کے متعلق علماء و مورخین کے اقوال	۸۵
۴۰	صحیفہ اور اس کے رموز	۸۷
۴۱	جناب محمد حنفیہ کے ہاتھ کا لکھا ہوا قرآن شریف	۹۲
۴۲	محمد حنفیہ سے سوال وجواب	۹۳
۴۳	محمد حنفیہ اور احادیث	۹۳
۴۴	حدیث شفاعت	۹۵
۴۵	بعد شہادت جناب مختار کے واقعات	۹۶
۴۶	محمد حنفیہ اور عبدالملک بن مروان	۹۶
۴۷	محمد حنفیہ کی اپنی اولاد کو وصیت	۹۷
۴۸	آپ کی وفات اور جائے دفن	۹۸
۴۹	محمد حنفیہ کی اولاد	۹۹
۵۰	خاتمۃ الکتاب	۱۰۲

محققِ عصر

عالیجناب راحت حسین ناصری صاحب کے زورِ قلم کا نتیجہ۔

۱۔ مکمل سوانح حیات جنابِ فضہؑ۔ ۲۔ مکمل سوانح جناب سلمان فارسی۔ ۳۔ مکمل سوانح جناب عمار یاسر (۴) حکمت الہیہ حصۂ اول، و دوم۔ یہ کتابیں دورِ حاضر کے تمام تقاضوں کو پورا کرتی ہیں۔

ملنے کا پتہ:۔ محمد وصی خاں صدر مرکزی تنظیم عزا رجسٹرڈ

محفل حیدری ناظم آباد نمبر ۴۔ کراچی

Presented by Ziaraat.Com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا صاحب العصر والزمان ادرکنی

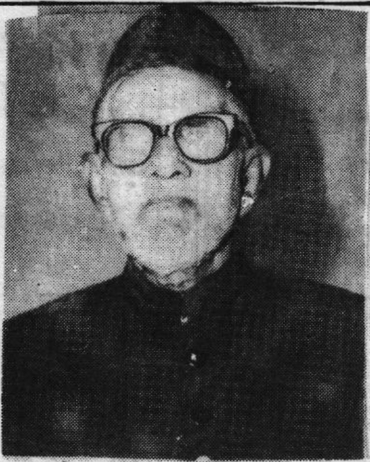

فوٹو مؤلف

برائے ایصال ثواب
سورۃ الفاتحہ

محمد وصی خان ابن محمد عسکری خان

راحت حسین ناصری

آپ کے زورِ قلم کی تحریر کی ہوئی کتابیں

۱۔ سوانح حیات جناب فضہؓ ۲۔ سوانح حیات جناب سلمان فارسیؓ

۳۔ سوانح حیات جناب عمار یاسرؓ ۴۔ حکمت الٰہیہ حصہ اول و دوم۔

ملنے کا پتہ:۔ محفل حیدری ناظم آباد نمبر ۴ کراچی ۔ ۱۸

Presented by Ziaraat.Com

فاتحہ برائے ایصال ثواب
محمد وصی خان
وصی حیدر زیدی و دیگر
مومنین

معنون

میں ان ناچیز سطور کو جن کی ناوقت موت نے دل میں ایک نہ بھرنے والا ناسور ڈال دیا اور جن کی یاد نے نہ فراموش ہونے والی پُرخلوص محبت آخر دم تک اُن کی یاد قائم رہے گی۔ اُن کے نام نامی سے معنون کرتا ہوں اور اس کا ثواب اُن کی روح پر فتوح کو ہدیہ کرتا ہوں۔ اور پروردگار عالم سے دست بدعا ہوں کہ یہ ناچیز سطور قبول فرما کر اس کا ثواب مرحوم کی روح پر فتوح کو پہنچتا رہے۔

احقر کونین

راحت حسین ناصری

جملہ حقوق ہر لحاظ سے بحق ناشر محفوظ ہیں۔

نام کتاب .... سوانح حیات محمد بن حنفیہؑ
مؤلف .... راحت حسین ناصری
ترتیب و پیشکش ...... محمد وصی خاں صاحب۔ ناشر: مرزا علی سعید لکھنوی کورنگی
طباعت۔ مشہور آفسٹ پریس۔ سن طباعت۔ جون ۱۹۸۲ء قیمت۔ ۵ روپیہ

ملنے کا پتہ۔ محفل حیدری ناظم آباد نمبر ۴ کراچی ۱۸۔

Presented by Ziaraat.Com

فہرست کتب جن سے اخذ کیا گیا

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف
۱	مطالب السوول	ابن طلحہ
۲	الامامتہ والسیاستہ	ابن قتیبہ
۳	حیاۃ الحیوان	دمیری
۴	الرسائل	جناب حر عاملی
۵	بحار الانوار	جناب علامہ مجلسی
۶	العقد الفرید	ابن عبد ربہ
۷	اخبار الطوال	دینوری
۸	معجم البلدان	حمونی
۹	تاریخ کامل	ابن اثیر جزری
۱۰	حلیتہ الاولیا	ابو نعیم
۱۱	شرح نہج البلاغہ	ابن حدید معتزلی
۱۲	طبقات ابن سعد	ابن سعد
۱۳	البدایا والنہایا	ابن کثیر
۱۴	تذکرہ	ابن جوزی
۱۵	کتاب ابوحنیفہ	جناب علی ابن الحسین الہاشمی۔

Presented by Ziaraat.Com

ہدیہ

یہ ناچیز و حقیر ہدیہ بے بضاعت عاصی پُر از معاصی کی طرف سے اس عالم جلیل چشم و چراغ باب مدینتہ العلم جو زیور عصمت سے آراستہ ہونے کے باوجود گناہان کبیرہ و صغیرہ سے بالکل محفوظ رہا۔ آغوشِ مرتضوی میں پرورش پاتے ہوئے شجاع، عدیم المثال فخر روزگار کی خدمت میں پیش کرنے کی جرأت اس وجہ سے ہوئی کہ آپ اس سخی کے پارہ جگر ہیں جس کے در سے کبھی کوئی محروم نہیں ہوا۔ گو مجھ ایسے بے علم اور گناہ گار کا ہدیہ آپ کی نذر کے قابل نہیں ہے

بیشک بے علم و گناہگار ہوں مگر آپ کے پدر بزرگوار کے غلام قنبرؓ کے غلاموں کا غلام اور ان کا نام لیوا ہوں۔ اپنے پدر بزرگوار اور اپنے شہید بھائی سید الشہداء کے صدقہ میں اس ناچیز کو ہدیۂ شرفِ قبولیت عطا فرمائے اور روز محشر جب یہ گناہگار اپنے مالک کے سامنے پیش ہو آپ کی مُہرِ قبولیت پیش کر کے عرض کر سکوں کہ یہ تہی دست یہ ہدیہ لے کر حاضر ہوا ہے اس وقت مولائے کائنات سے شفاعت کی سفارش فرما دیں۔ بس میری بخشش کی یہ سند ہو جائے گی۔

آپکے پدر بزرگوار کے غلام قنبرؓ کا غلام

رحمت حسین ناصری

Presented by Ziaraat.Com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حرفِ آغاز

سوانح حیات محمد بن حنفیہ پر ایک نظر

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین
وآلہ الطیبین الطاہرین المعصومین

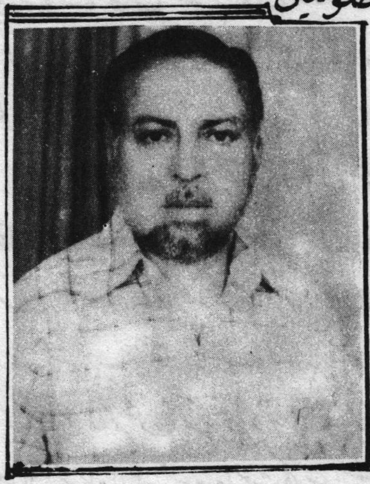

خدائے بزرگ و برتر کا لاکھ لاکھ شکر اور احسان ہے کہ اس نے مجھ جیسے حقیر انسان کو دینِ حق پر پیدا کیا اور پھر ان برگزیدہ ہستیوں کی محبت میری رگ رگ میں پنہاں کر دی جس کے لئے اس نے کائنات کو خلق کیا۔

یہ آلِ محمد علیہ السلام ہیں جن کی محبت عبادت بن گئی جن کے ذکر کو اللہ نے اپنا ذکر قرار دیا۔ ذکر کے دو طریقے ہیں ایک زبانی دوسرا قلمی۔ میں نے اپنی زندگی کا مقصد بنا لیا ہے کہ جب تک جسم میں اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی جان باقی ہے اللہ کے ان برگزیدہ بندوں کا تذکرہ خود کرتا رہوں گا اور اپنے احباب سے بھی کراتا رہوں گا۔ اس سلسلے میں محترم عالی جناب راحت حسین ناصری صاحب قبلہ میرے وہ کرم فرما ہیں کہ جنھوں نے اس کم علم انسان کو لکھنے پر دو عدد کتابیں مداح

Presented by Ziaraat.Com

اہلبیت میں تحریر فرماکر عنایت فرمائیں پہلی کتاب سوانح حیات عمار ابن یاسر جو صحابئ رسولؐ اور صحابی امیرالمومنین علی ابن ابی طالبؑ تھے۔ جس کو ناچیز ہدیۂ قارئین کر چکا ہے اب زیر نظر کتاب سوانح محمد بن حنفیہ فرزند ارجمند مولائے کائنات حضرت علی علیہ السلام جو ایک مکمل اور جامع سوانح ہے اسکو پہلی دفعہ اردو زبان میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کی جارہی ہے۔

راحت حسین ناصری صاحب مذہبی دنیا میں کسی تعارف کے محتاج نہیں ہیں اس سے پہلے سوانح جناب فضہؑ۔ سوانح جناب سلمان فارسیؓ۔ سوانح جناب عمار یاسرؓ اور حکمت الہیہ جیسی عظیم و قابل قدر کتابیں آل محمدؐ سے عقیدت رکھنے والوں کے لئے اجر رسالت کے طور پر پیش کر چکے ہیں۔ اس سلسلے میں جناب محمد بن حنفیہ کے کچھ حالات و واقعات حجۃ الاسلام مرزا یوسف حسین صاحب قبلہ مدظلہ العالی کی ترجمہ کردہ کتاب نہج البلاغہ سے شوق طبع کے لئے پیش کر رہا ہوں۔

محمدؐ بن حنفیہؓ

حضرت محمد بن حنفیہ حضرت امیرالمومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے فرزند تھے آپ کی والدہ ماجدہ خولہ بنت جعفر بن قیس بن سلمہ بن ثعلبہ بن یربوع بن الدول بن حنفیہ تھیں۔ آپ قبیلہ بنی حنیفہ کی نسبت سے حنفیہ کے لقب سے یاد کی گئیں۔

ولادت

جب اہل یمامہ نے زکوٰۃ روک لی تو انھیں مرتد قرار دے کر قتل و غارت کیا گیا۔ ان کی عورتوں کو اسیر کر کے کنیز بنایا گیا ان خواتین کے ہمراہ جناب خولہ بھی وارد مدینہ ہوئیں۔ ان کے اہل خاندان نے امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام سے عرض کیا کہ اس شریف خاندان کی عزت کی حفاظت

Presented by Ziaraat.Com

فرمائیں۔ اور آپ کو کنیزی کے داغ سے نجات دلائیں۔ جناب امیر علیہ السلام نے .... پھر جناب سے عقد کر لیا عمر بن خطاب کے دورِ آخر میں محمد بن حنفیہؒ ان سے متولد ہوئے ماں کی نسبت سے بن حنفیہ مشہور ہو گئے۔

محمد بن حنیفہ کے لئے رسولِ اکرمؐ کا ارشاد

سرورِ کائنات محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب امیر علیہ السلام سے ارشاد فرمایا تھا کہ تمہارے یہاں ایک فرزند پیدا ہوگا اس کا نام محمدؐ اور کنیت ابو القاسم ہوگی۔ اس کے بعد میری امت کے لئے جائز نہیں ہے کہ یہ نام اور کنیت رکھیں (وفیات الاعیان ج ۱ ص ۴۴۹)

علم و فضل و شجاعت

محمد بن حنفیہ صلاح و تقویٰ میں نمایاں زہد و عبادت میں ممتاز۔ علم و فضل میں بلند مرتبہ اور باپ کی شجاعت کے ورثہ دار تھے۔ جمل و صفین میں ان کے کارناموں نے ان کی شجاعت و جگری کی ایسی دھاک پورے عرب پر بٹھا دی تھی کہ بڑے بڑے سورما آپ کے نام سے کانپ جاتے تھے۔ جناب امیر علیہ السلام کو بھی اپنے اس بیٹے کی شجاعت پر ناز تھا۔ اس وجہ سے ہر معرکہ میں آپکو پیش پیش رکھتے تھے۔

دشمن کی ایک چال

دشمن علیؑ آپ کو بار بار طعنے دیا کرتے تھے کہ یہ کیا بات ہے کہ علیؑ تم کو ہی جنگ میں ہمیشہ ہی آگے رکھتے ہیں اور حسنؑ حسینؑ کو ہمیشہ پیچھے۔ آپ نے جناب امیر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر فرمایا بابا لوگ مجھکو اس طرح ورغلاتے ہیں اس پر میرے مولا نے جو تاریخی جواب ارشاد فرمایا وہ تاریخ میں سنہرے حرفوں سے

Presented by Ziaraat.Com

لکھنے کے قابل ہے۔ پیارے بیٹے تم میرے لخت جگر ہو اور حسنؑ و حسینؑ رسول کے نور نظر ہیں۔ تم میرے قوت بازو ہو اور یہ دونوں میری آنکھیں ہیں۔ اب جو ایک خارجی نے آپ کو پھر ورغلانے کی کوشش کی تو فوراً آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں اپنے باپ کا بازو ہوں اور میرے بڑے بھائی حسنؑ اور حسینؑ میرے بابا کی آنکھوں کے نور ہیں۔ ہاتھ کا کام آنکھوں کو بچانا ہے۔ اس کے بعد پھر کسی خارجی کو ورغلانے کی ہمت نہیں ہوئی۔

طاقت کے مظاہرہ کا عجیب واقعہ

آپکی طاقت کا عالم یہ تھا کہ امیرالمومنین نے آپ سے اپنی لمبی ذرہ کو چھوٹا کرنے کے لئے ارشاد فرمایا کہ اس ذرہ کو اس مقام تک چھوٹا کردو۔ آپ نے فوراً ایک ہاتھ سے اس جگہ کو پکڑا جہاں سے ذرہ کو کم کرنا تھا۔ اور دوسرے ہاتھ سے زائد حصہ کو کھینچا تو ذرہ کا دامن وہیں سے الگ ہو گیا۔ جہاں سے امیرالمومنین نے فرمایا تھا۔

دورِ معاویہ میں بہادری کا عجیب مقابلہ

بادشاہِ روم نے معاویہ کے پاس دو آدمی بھیجے ایک بہت طویل القامت اور دوسرا بہت طاقتور۔ معاویہ نے عمرو بن عاص سے کہا کہ طویل القامت تو میرے پاس موجود ہے جو اس رومی کے طول کو مغلوب کر دے گا۔ مگر اس قوی ہیکل کے لئے کوئی تجویز کی جائے۔

عمرو بن العاص نے کہا کہ اس وقت عرب میں دو قوی ہیکل موجود ہیں ایک محمد بن حنفیہ اور دوسرے عبداللہ بن زبیر مگر مشکل یہ ہے کہ یہ دونوں آپ سے

Presented by Ziaraat.Com

عداوت رکھتے ہیں۔ معاویہ نے جناب محمد بن حنفیہؓ کو بلایا اور پورا واقعہ بیان کیا جناب محمد بن حنفیہؓ نے کہا کہ کچھ بات نہیں۔ اس رومی سے کہیئے کہ میں بیٹھ جاتا ہوں یہ مجھ کو اٹھا دے یا یہ بیٹھ جائے میں اسکو زمین سے اٹھا دیتا ہوں یا میں کھڑا رہتا ہوں یہ مجھ کو زمین پر بٹھا دے یا یہ کھڑا ہو جائے میں اپنی طاقت سے زمین پر بٹھا دیتا ہوں۔ رومی پہلوان نے کہا کہ میں زمین پر بیٹھا جاتا ہوں یہ صاحب مجھکو اٹھا دیں۔ محمد حنفیہؓ نے رومی پہلوان کو فوراً زمین سے اٹھا کر فضا میں بلند کر دیا۔ اس کے بعد اس رومی نے آپ کو اٹھانے کی کوشش کی لیکن آپ کو ذرا سا ہلا نہ سکا۔ اس کے بعد یہ دونوں رومی پہلوان معاویہؓ کے دربار سے شرمندہ ہو کر چلے گئے۔ (یہاں بھی آلِ علیؑ نے لاج رکھ لی کیونکہ کافر سے مقابلہ تھا)۔

امیر المومنینؑ کا جنگِ جمل میں علم لشکر دے کر آداب حرب کی تعلیم دینا

جنگ جمل میں امیر المومنینؑ نے علم لشکر محمد بن حنفیہ کے ہاتھ میں دے کر ان کے سینے پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا ہاں بیٹا پہاڑ سرک جائیں مگر تمہارے قدموں میں جنبش نہ آنے پائے دانتوں کو بھینچ لو اس سے سر کی رگوں میں تناؤ آجاتا ہے۔ اور دشمن کا وار اچٹ جاتا ہے۔ پھر یہ فرمایا کہ اپنا سر خدا کو عاریتاً دے دو بیٹے تمکو خبر ہے کہ عاریتاً دی ہوئی چیز ہمیشہ واپس مل جاتی ہے تم قتل نہیں ہو سکتے۔ میخ کی طرح قدم زمین پر گاڑ دو۔ اگر تمہاری نظر لشکر کی پہلی صف پر رہی تو پچھلی صفوں سے بے خبر رہو گے۔ اس لئے تمہاری نظر آخری صف پر رہے تاکہ دشمن

Presented by Ziaraat.Com

کی ساری فوج کا جائزہ لیتے رہو۔ اور ارادہ بھی یہ رکھو کہ تم وہاں پہنچ کر دم لوگے۔ اور اس امر سے آنکھیں بند رکھو یعنی پرواہ نہ کرو کہ دشمن کی تعداد یاسامان حرب بہت ہے۔ اس لئے کہ نصرت ومدد خدا ہی کی طرف سے ہوتی ہے۔ یہ تھے وہ ذریں اصول جس کو ابتک کوئی جرنیل نہ تبا اور نہ خود عمل کر سکا جناب محمد حنفیہ نے اس ذریں اصول کو مدِ نظر رکھا اور جنگ جمل کے فاتح وہیرو بن گئے۔ شعراء نے آپ کی جوانمردی پر شعر کہے۔

علیؑ کا یہ شیر عبدالملک ابن مروان کے دورِ حکومت میں ۶۵ سال کی عمر میں اس عالم فانی سے عالم جاودانی کی طرف کوچ کر گئے۔ واقعات کربلا نے آپکو اس حد تک دل برداشتہ کر دیا تھا کہ آپ نے کہاں انتقال فرمایا۔ یا دفن ہوئے یہ کسی کو کچھ یاد نہیں اور نہ لوگ جانتے ہیں اس لئے مختلف روایتیں ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ جائے مدفن مدینہ ہے کوئی کہتا ہے کہ ایلہ اور بعض کی رائے ہے آپکا مرقد طائف میں ہے۔

یہ تھا اجمالی جائزہ۔ اب آخر میں اپنے محسن اور وقت کے عظیم محقق اعظم اعلیحضرت راحت حسین ناصری صاحب کی صحت کے لئے دعاگو ہوں خداوند کریم ان کا سایہ ہمارے سروں پر قائم رکھے۔ ان کی یہ محنت بارگاہ زہرہ میں مقبولیت کے درجہ سے ہمکنار ہو۔ اور میرے لئے اجر رسالت کا سبب بنے آمین۔ خاکپائے سگِ مرتضیٰؑ۔

(محمد وصی خاں۔ صدر مرکزی تنظیم عزا رجسٹرڈ)

ﭖ

Presented by Ziaraat.Com

مقدمۃ الکتاب

الحمد للہ الذی لا الٰہ الا اللہ الہو الحیّ القیّوم۔ والصلوٰۃ والسّلام علیٰ خاتم النبیین اشرف المرسلین شفیع المذنبین سیدنا ومولانا ابوالقاسم محمّد وابن عمہ ووصیہ علی ابن ابی طالب واولادہ الطیبین والطاہرین المعصومین ولعنت اللہ علیٰ اعدائھم الیٰ یوم الدین۔ امّا بعد

میں اپنی پانچویں تصنیف حکمت الٰہیہ ختم کرنے کے بعد اپنی ضعیفی کے باعث یہ خیال کر رہا تھا کہ شاید یہ میری آخری خدمت ہوگی جس سے قلبی تکلیف تھی۔ کیونکہ یہ تمنا ہے کہ جب تک دماغ وقلم کام دے سکے خانوادہ اہل بیت کی خدمت کرتا رہوں۔ لیکن اب یہ سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ کس چیز پر قلم اٹھاؤں۔ جب کچھ سمجھ میں نہ آیا تو خیال کیا کہ امامِ وقت علیہ السلام کے وجود اور حضرت امام پر کچھ لکھوں اور اس خیال کو عملی جامہ پہنانے کے لئے کچھ شروع بھی کیا۔ اتفاق امر گزشتہ ایام عزا میں ڈاکٹر کلب صادق صاحب قبلہ پاکستان تشریف لائے اور مجالس پڑھیں۔ ان مجالس میں انھوں نے کچھ ذکر جناب محمد حنفیہ کا دورانِ تقریر میں فرمایا۔ اور میرے دماغ کو ایک اشارہ مل گیا۔ دل نے کہا کہ امام وقت علیہ السلام کی ذات مبارک پر اردو میں کافی مواد موجود ہے۔ لیکن اس عظیم ہستی پر کوئی کتاب جامع اردو میں نہیں ہے لہٰذا مولائے کائنات کے عظیم فرزند کی خدمت کا شرف حاصل کرتا رہا وہ

Presented by Ziaraat.Com

بہتر ہوگا۔ کیونکہ اولاد امیرالمومنین میں حسنین علیہ السلام کے علاوہ صرف جناب عباس علیہ السلام کے حالات تو لکھے گئے اور باقی اولادوں کے حالات بالکل تاریکی میں رہے۔ خاصکر اس عظیم المرتبت ہستی کے حالات زندگی تو ہمارے نوجوانوں کو کیا بلکہ بیشتر مومنین کو عام طریقے سے نہیں معلوم ہیں لہٰذا مولائے کائنات کا نام لے کر قلم اٹھایا ہے اور مولا علیؑ سے بصد ادب عرض ہے کہ مولا آپ ہی کے صدقے سے یہ مشکل مرحلہ پورا ہو سکتا ہے۔

میرے خیال میں عام طریقہ سے سوانح حیات لکھنا سب سے مشکل کام ہے۔ کیونکہ اس میں عموماً یہ ہوتا ہے کہ سوانح لکھنے والا بیشتر حقائق سے الگ ہو جاتا ہے اور محبت یا عقیدت کے جذبات کو دل میں لے کر لکھتا ہے نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ غلو اور غلط توصیف کرنے لگتا ہے جس کا ماحصل یہ نکلتا ہے کہ اس شخص کی حقیقی زندگی پر تو پردہ پڑ جاتا ہے اور مصنوعی زندگی پیش کی جاتی ہے۔ اور یہ مرض اتنا عام ہے کہ اس سے شاذ و نادر ہی لوگ مستثنا ہیں۔

گذشتہ مورخین کی تصانیف کو پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ تقریباً ۹۹ ننانوے فیصدی مورخین نے اپنے عقیدے کے تحت تاریخیں لکھیں۔ طبری ہوں یا ابن حجر مکی۔ ابن اثیر ہوں یا امام بلاذری سب نے ان حضرات کے متعلق جن سے انکو عقیدت ہے نہایت درجہ غلو سے کام لے کر ضعیف اور غلط روایات تحریر میں لائے ہیں۔ اور جن سے عقیدہ نہیں ہے ان کے حقیقی فضائل کو پوشیدہ کیا ہے۔ اردو میں مولانا شبلی کی تاریخیں اور

Presented by Ziaraat.Com

سوانح حیات دیکھنے سے تو معلوم ہوگا کہ کس قدر عقیدت کو کام میں لائے ہیں یہاں تک کہ سیرت النبیؐ میں محض ان افراد کی جن سے ان کو عقیدت ہے کمزوریوں کو جائز قرار دینے کے لئے رسول اکرم صلعم کی ذات کو بھی سبک کرنے سے باز نہیں رہے ہیں۔ بجز علمائے شیعہ کے جن کے یہاں یہ چیز نہیں پائی جاتی۔ اس کی خاص وجہ یہ ہے کہ ہم جن کے پیرو ہیں اور جن سے عقیدت رکھتے ہیں اُن کے فضائل اتنے ہیں اور وہ بلند ہستیاں ہیں جن میں کوئی بُرائی باوجود کوشش کے دشمن بھی نہ نکال سکے اور ان کے فضائل سے تمام کتب تاریخ چھلک رہی ہیں لہٰذا کسی غلو یا غلط بات کے کہنے کی صورت بھی نہیں ہے۔

یہ ضرور ہے کہ بعض روایات ضعیف بھی لکھی گئی ہیں۔ ان کی وجہ یہ نہیں کہ ان کے لکھنے سے ان کے صفات میں زیادتی مقصود ہو بلکہ کثرتِ روایات میں اندازہ نہیں ہوا کہ وہ کس طرح لکھی گئیں۔ اول تو وہ بہت کم ہیں اور جو ہیں اُن کے بعد آنے والوں نے تردید کردی۔ لہٰذا اس امر کی میں نے پوری کوشش کی ہے کہ عقائد سے الگ ہو کر محض تاریخی واقعات اور وہ بھی صحیح حالات لکھے جائیں۔

عام شخص کی سوانح حیات کا لکھنا کوئی خاص اہمیت اس وجہ سے نہیں رکھتا کہ اگر کوئی کمی یا زیادتی حالات میں ہو جائے تو کوئی خاص اثر نہیں ہوتا لیکن وہ متبرک ہستیاں جو انسانیت کی اس کمال بلندی پر ہوں جہاں سے ملک پست نظر آتے ہوں ان کی سوانح حیات لکھنے میں قلم کو لغزش

Presented by Ziaraat.Com

ہوتی ہے کہ کوئی لفظ ایسا نہ نکل جائے جو ان کی ذات کے شایانِ شان نہ ہو اگر غلو ہو تو ان کے شان کے خلاف ہے اور سب کا تو ذکر ہی کیا۔ جس باوقار ہستی کی سوانح حیات لکھی جا رہی ہے یہ وہ عظیم ہستی ہے۔ جو مولائے کائنات کی آغوش کی تربیت یافتہ جس کی رگوں میں خون علوی دوڑ رہا ہے۔ جو زیورِ عصمت سے آراستہ نہ ہونے کے باوجود بھی گناہِ کبیرہ کیا معنیٰ کسی معمولی لغزش کا روادار نہ ہوا ہو۔ جو شجاعت میں اشجع العرب ہو جس کی قوت و تلوار کا لوہا شجاعانِ عرب مانے ہوئے ہوں۔

دوسری دقت جو ان حضرات کی سوانح حیات لکھنے میں پیش آتی ہے وہ حالات کا کسی ایک جگہ جمع نہ ہونا تھوڑے تھوڑے حالات مختلف کتابوں سے لئے ہیں۔ کتب خانوں میں جانا وہاں کتابوں کو تلاش کر کے حالات حاصل کرنا۔ ظاہر ہے کہ یہ کام کتنا مشکل پھر مجھ ایسے ضعیف کے لئے۔ چنانچہ متعدد کتب سے مواخذ کیا گیا ہے۔ جس کی تفصیل فہرست سے معلوم ہوگی۔ اپنے مخلص بزرگ اور کرم فرما جناب مولانا محمد مصطفیٰ صاحب جوہر کا انتہائی شکر گزار ہوں کہ انھوں نے بتایا کہ ایک کتاب عربی میں جناب محمد حنفیہ کے حالات میں ان کے کتب خانے میں موجود ہے۔ اور عزیزم علامہ طالب جوہری صاحب طول عمرہٗ نے اپنی انتہائی سعادت سے وہ کتاب مجھے عنایت فرمائی۔ حالانکہ کتب خانہ سے باہر لے جانے کے لئے کسی کو کتاب نہیں دیتے ہیں لیکن میرے ساتھ خصوصیت برتی جس کا میں

Presented by Ziaraat.Com

شکر گزار ہوتے ہوئے بارگاہِ ایزدی میں دست بدعا ہوں کہ موصوفہ سلمہٗ کی عمر میں طول اور علم میں زیادتی عطا فرمائے۔ اُس کتاب سے مجھے بہت آسانی ہوئی اور زیادہ تر میں نے اسی کتاب سے اخذ کیا ہے اسی کے ساتھ جن کتب سے مصنف کتاب نے حوالے دیئے ہیں وہ حوالے بھی دے دیئے ہیں۔

میں اپنی ہر تصنیف و تالیف میں اپنے مقصد کو واضح کر دیتا ہوں اور وہ ایک واحد مقصد ہے جس کے تحت میری کل تصانیف و تالیف ہیں اور وہی مقصد اس کتاب کے لکھنے کا بھی ہے۔ یعنی ملت جعفریہ کے وہ نوجوان جو مغربی تعلیم حاصل کرنے کی فکر میں اپنی مذہبی تعلیم سے بالکل بے بہرہ ہو گئے ہیں اور مغربی کردار کو اختیار کر کے اس پر گامزن ہیں انکو یہ خبر بھی نہیں ہے کہ ان کے یہاں اعلیٰ کردار کی جو مثالیں ہیں وہ دنیا کی کسی قوم میں نہیں پائی جاتی ہیں۔

ہماری ملت میں سب سے بڑی درسگاہ مجالس حسینیؑ ہے اس میں شک نہیں کہ ان مجالس سے جو فائدہ قوم کو پہنچا وہ بڑی سے بڑی درسگاہیں نہیں پہنچا سکیں۔

ایک زمانہ تھا کہ جب ہمارے چھوٹے بچے ایسی مذہبی معلومات رکھتے تھے کہ دوسری اقوام کے لڑکے اس سے محروم تھے چنانچہ یہ مشہور تھا کہ شیعہ کا بچہ پیدا ہونے کے بعد ہی سے مذہبی معلومات حاصل کر لیتا ہے۔ اور اس کا سب سے بڑا سبب ہماری یہی درسگاہیں تھیں

Presented by Ziaraat.Com

جو ساٹھ دن تک مخصوص اور پورے سال عموماً بپا ہوا کرتی ہیں۔ لیکن موجودہ زمانہ میں حالات بالکل بدلے ہوئے ہیں اس کی خاص وجہ یہ ہے کہ والدین اپنے بچوں کو جو پہلی تعلیم دیتے ہیں وہ انگریزی الفاظ کا استعمال سکھاتے ہیں ڈیڈی اور ممی کہلوائیں گے۔ پیخانہ اور غسل خانہ کو باتھ روم باورچی خانے کو کچن مگر مذہب کے متعلق ایک لفظ نہیں بتائیں گے۔ نہایت افسوس اور قلبی اذیت کے ساتھ یہ لکھنے پر مجبور ہوں کہ ہمارے ملت میں اس وقت نوے فیصد ایسے حضرات ہیں جن کے بچے کلمہ تک نہیں جانتے۔ کتنی عبرت کا مقام ہے کہ علیؑ کے ماننے والے اہل بیت سے مودت کا دعویٰ کرنے والے مذہب سے اس طرح بے پرواہ ہوں اور پھر اپنے کو محب اہل بیت کہیں۔ مجھے معلوم ہے کہ میرے یہ الفاظ ناظرین کو نہایت تلخ معلوم ہوں گے اور میں اس کے لئے معذرت خواہ بھی ہوں مگر جو حقیقت ہے اس کا اظہار کئے بغیر بھی نہیں رہ سکتا۔ اور حقیقت ہمیشہ تلخ ہی ہوتی ہے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ ہماری مجالس جو حقیقت میں اصلی درسگاہیں تھیں اب صرف واہ واہ اور سبحان اللہ کی ہو کر رہ گئی ہیں۔ ہمارے ذاکرین کی ذاکری صرف خوش نما الفاظ اور آواز کے زیر و بم میں محبوس ہو کر رہ گئی ہے۔ اس کی ایک خاص وجہ یہ ہے کہ ہر شخص نے ذاکری کا پیشہ اختیار کر لیا ہے۔ اور وہ اس اعلیٰ اور متبرک مقام یعنی منبر رسول پر بیٹھ کر جو دل میں آیا وہ کہنا شروع کر دیا۔ بقول شاعر

ہر بوالہوس نے حسن پرستی شعار کی ۔ اب آبروئے شیوۂ اہل نظر گئی۔

Presented by Ziaraat.Com

حالانکہ ذاکری کے لیئے علمِ فقہ اور علمِ کلام پر مکمل عبور لازمی اور ضروری ہے جس سے اسی فیصد ذاکری کرتے والے بالکل ناآشنا ہوتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ عوام حقیقت سے بالکل ناآشنا ہو گئے اور اب اگر ذاکر، کوئی علمی یا حقیقی بات بیان کرتا ہے تو ان کو سننے سے گریز کرتے کرتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ ان حضرات کے تذکرے ضمناً آجاتے ہیں ضرورت اس امر کی ہے کہ علاوہ ائمہ معصومین اور شہدائے کربلا کے واقعات کے ان حضرات کے حالات بھی مفصل بیان کئے جائیں۔

تیسری وجہ یہ ہے کہ ان حضرات کے حالات کسی ایک جگہ کتابی شکل میں خاص کر اردو زبان میں نہیں ہیں اور موجودہ زمانہ میں جب کہ مخالفین اہلِ بیت کے خلاف برابر کتابیں شائع کر رہے ہیں اور غلط روایات لکھ کر ان کی ذات کی طرف منسوب کر کے ان کی ذات، کو بلند کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ ان حالات میں اس امر کی خاص ضرورت ہے کہ ان حضرات کے حالات قلمبند کئے جائیں۔

جناب محمد حنفیہ کے حالات زندگی لکھنے کا بھی یہی مقصد ہے کہ ہمارا نوجوان طبقہ اُن کے حالات کو پڑھ کر ان کے کردار کو اپنائے۔ ان کا حلم شجاعت اور کردار کی بلندی و اطاعت سے سبق حاصل کرے اور ان کو اختیار کر کے اپنے کو ملت جعفریہ کا فرد ہونے کا ثبوت دے۔ تاکہ دنیا کو یہ معلوم ہو جائے۔ کہ پیروان اہل بیت کس بلند کردار کے مالک ہوتے ہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

ناظرین سے التماس ہے کہ اپنی بے علمی کا معترف ہوں غلطی کا پورا امکان ہے لہٰذا عرض ہے کہ غلطیوں کو نظر انداز فرمائیں اور حقیر کو دعائے خیر سے یاد فرمایئے۔

پروردگار عالم سے بعجز دست بدعا ہوں کہ اس حقیر تحریر کو قبول فرماکر میرے گناہوں کو اس کے وصیلہ سے معاف فرمائے

مولائے کائنات کی خدمت میں بصد ادب دست بستہ عرض ہے کہ مولا آپ کے غلاموں کا غلام آپ کے فرزند ارجمند کی یہ حقیر خدمت قابل قبول تو نہیں ہے لیکن اپنے فرزند حسین سید الشہدا علیہ السلام کے صدقہ میں قبول فرماکر میری نجات کا ذریعہ قرار فرمادیں۔ فقط۔

غلام غلامان مولائے کائنات

راحت ناصری

کتاب

تشکیل پاکستان میں شیعان علی کا کردار:۔ مکمل چار جلدیں

شیعہ اکابرین ملت کے عظیم کارنامہ۔ اس ملک عزیز کی تعمیر و استحکام میں ہمارا عملی حصہ تاریخی اہمیت کی عظیم کتاب ہر گھر کی زینت ہونا چاہیے۔

Presented by Ziaraat.Com

فصل اوّل

حضرت محمد حنفیہ کا مادری نسب نامہ

آپ کے پدری نسب کے متعلق کچھ لکھنا ہی بیکار ہے۔ کیونکہ آپ جناب امیرالمومنین کے فرزند ہیں۔ جن کا نسب اظہر من الشمس ہے البتہ آپ کے مادری نسب کی بابتہ بتانا ضروری ہے۔

آپکی والدہ عرب کے مشہور قبیلہ حنیف سے تعلق رکھتی تھیں۔ جن کی وجہ سے آپ کا لقب حنفیہ ہوا۔

آپ کی والدہ کا نسب ابن آلاثیر نے اپنی کتاب کتاب اللباب فی تہذیب الانساب میں اس طرح بیان کیا ہے۔ خولہ بنت جعفر بن قیس بن مسلمہ بن عبداللہ بن ثعلبہ بن یربوع بن ثعلبہ بن الدول بن حنفیہ، بن لجیم بن مصعب بن علی بن بکر بن وائل بن قاسط بن ہنب بن اقصیٰ۔ یہ قبیلہ ربیعہ جو عرب میں ایک مشہور اور بڑا قبیلہ تھا اسکی شاخ ہے

آپ کی والدہ کا مدینہ میں آنا اور اسکے اسباب

ابن حدید معتزلی نے اپنی تصنیف شرح نہج البلاغہ جلد ا صفحہ ۱۸ طبع مصر میں لکھتے ہیں خولہ جو بنی حنیفہ میں سے تھیں زمانہ رسول خدا صلعم

Presented by Ziaraat.Com

یں مشرف بہ اسلام و ایمان ہو چکی تھیں۔ زمانۂ خلافت ابوبکر میں جب انھوں نے خالد ابن ولید کو زکوٰۃ کی وصولی کے لئے بھیجا تو انھوں نے ان کے رئیس قبیلہ جناب مالک بن نویرہ کو مرتد قرار دے کر قتل کیا اور ان کو قتل کر کے شام کو ان کی زوجہ کو تصرف میں لے آیا اس کے بعد دوسرے دن قبیلہ کی عورتوں کو گرفتار کر لیا جن میں جناب خولہ بنت جعفر بھی تھیں جو بعد میں والدہ محمد ہوئیں اور اس طرح خالد ان کو قید کر کے مدینہ میں لائے اور خلیفۂ وقت کے سامنے پیش کی گئی۔

جناب خولہ بنت جعفر ایمان کامل پر فائق تھیں اور امیرالمومنین کی امامت کی قائل تھیں۔ وہ صرف خود ہی نہیں بلکہ آپکا قبیلہ خلافت امیرالمومنین پر اعتقاد رکھتا تھا اور سقیفہ کی کارروائی کو نہیں مانتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ جب خالد بن ولید کو زکوٰۃ کی وصولی کے لئے بھیجا گیا تو انھوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار نہیں کیا بلکہ کہا کہ ہم کو مدینہ لے چلو وہاں ہم امیرالمومنین سے دریافت کر لیں جس کو وہ ارشاد فرمائیں گے ہم اس کو زکوٰۃ ادا کر دیں گے۔ لیکن خالد بن ولید نے اچانک پورے قبیلہ پر حملہ کر کے رئیس قبیلہ مالک بن نویرہ کو قتل کر دیا۔ چنانچہ مکتب سیر والوقائع میں ہے کہ جب عورتوں کو خالد قید کر کے لائے تو راوی بیان کرتا ہے کہ جب یہ عورتیں خالد بن ولید قید کر کے خلیفۂ وقت کے سامنے لائی گئیں تو خولہ بنت جعفر نے قبر رسولؐ کی طرف رخ کیا اور

Presented by Ziaraat.Com

رد کر خدمت رسولؐ میں عرض کیا میں اس قوم کے افعال کی فریاد لائی ہوں جنھوں نے بلاقصور ہم لوگوں کو جلا وطن کرکے قید کیا حالانکہ ہم مسلمان ہیں۔ پھر کہا کہ وہ مردم ہم کو قید نہ کرو ہم مسلمان ہیں اور شہادت دیتے ہیں کہ خدائے وحدہٗ لاشریک ہے اور یقیناً محمد (صلعم) اس کے رسول ہیں۔ پس ابوبکرؓ نے کہا کہ تم نے زکوٰۃ دینے سے انکار کیا۔ خولہ نے جواب دیا تمہارا یہ دعویٰ غلط ہے بلکہ واقعہ یوں اور یوں ہے۔

پھر اگر زکوٰۃ دینے سے مردوں نے انکار کیا تو تم نے عورتوں کو جلا وطن کرکے قید کیا ان کی کیا خطا تھی۔ اس کے بعد خالد بن ولید اور طلحہ نے خواہش کی کہ خولہ کو انھیں دلا جائے۔ اس پر خولہ نے کہا واللہ یہ ہرگز نہیں ہو سکتا میں کسی کی ملک میں نہیں جا سکتی بجز اس شخص کے جو یہ بتائے کہ میں نے اپنی ولادت کے وقت کیا کہا تھا۔ ابوبکرؓ نے کہا کہ اپنی قوم سے خوف دلاتی ہے اس سے قبل اس قسم کی کوئی مثال نہیں گزری۔ لاحاصل باتیں کر رہی ہے۔ انھوں نے جواب دیا قسم ہے پروردگار عالم کی کہ میں سچی ہوں۔ اتنے میں امیرالمومنینؑ داخل ہوئے اور ان سے یہ واقعہ بیان کیا گیا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ سچ کہتی ہے۔ بس اس کی طرف نظر فرمائی اور کہا کہ میں اس کے حال سے مطلع ہوں۔ پھر آپ نے آواز دی کہ اے خولہ بنت جعفر میری بات سنو پس وہ خاموش ہو گئیں تو آپ نے فرمایا کہ تمہاری والدہ کو حمل ہوا اور ولادت کے وقت ان کو تکلیف شدید ہوئی تو انھوں نے دعا کی کہ خداوندا مجھے اس اولاد سے ساتھ

Presented by Ziaraat.Com

صحیح و سالم رکھ۔ پس ان کی دعا خداوند عالم نے قبول فرمائی پس جب تم پیدا ہوئیں تو تم نے آواز دی کہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ محمد رسول اللّٰہ مجھے سید نام سے موسوم کرو۔ اور مجھے ان سے منسلک کرو تاکہ مجھسے اولاد پیدا ہو۔

پس تمہاری والدہ نے ایک تختی پر تمہارا یہ کلام لکھا اور اس کو چھت کے نیچے دفن کر دیا اور تمہاری ماں نے اس لوح کی بابتہ تم کو اس رات کو وصیت کی جب ان کا انتقال ہوا۔ اور جس وقت تم کو قید کر کے جلا وطن کیا جانے لگا تو تم نے اور کچھ اپنے ساتھ نہیں لیا بجز اس لوح کے کہ اس کو نکال کر اپنے بازو پہ باندھ لیا۔ اور یہ ہے وہ لوح اور اس کا صاحب میں ہوں اور میں امیر المومنین ہوں اور میں اس فرزند کا باپ ہوں۔ اور اس کا نام محمد ہوگا۔ راوی بیان کرتا ہے کہ یہ سنکر قبلہ کی طرف منہ کیا اور کہا خداوندا تو فضل کرنے والا ہے۔ اور میں تیرا شکر ادا کرتی ہوں جو نعمت تونے عطا فرمائی خداوندا یہ تیرے نبی ہیں اور قبر مطہر کی طرف اشارہ کیا جو ناطق نہیں ہے بجز تیرے اور کوئی نعمتوں کا دینے والا نہیں ہے یہ کہکر لوح نکالی اور اس طرف بڑھا دیا۔ اس لوح کو پہلے خلیفۂ اول نے پڑھا پھر عثمان کو وہ لوح دی انھوں نے پڑھا پھر سب لوگوں نے پڑھا۔ جو کچھ امیر المومنین نے فرمایا تھا اس میں کوئی کمی یا زیادتی نہیں پائی۔ پس خلیفۂ وقت نے کہا یا ابوالحسن اس کو آپ لے جائیے پس وہ علیؑ کے ساتھ چلی گئیں جن کو آپ اسما بنت عمیس کے پاس لے گئے۔ پس جب ان کے بھائی مدینہ میں داخل ہوئے اور ان کو اس حال سے آگاہی ہوئی تو انکا عقد امیر المومنین علیؑ

Presented by Ziaraat.Com

ابن ابی طالبؑ سے کر دیا۔ جن سے محمد پیدا ہوئے۔

اسی واقعہ کو دوسرے طریقہ سے جناب علامہ مجلسی علیہ الرحمۃ نے بحار کی جلد ۹۔ صفحہ ۳۷ پر نقل فرمایا ہے۔ جس کو جناب علی بن الحسنین الہاشمی نے اپنی کتاب محمد حنفیہ کے صفحہ ۱۷ پر نقل کیا ہے۔ وہ تحریر فرماتے ہیں کہ امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں ایک جماعت حاضر ہوئی جس میں جناب جابر ابن یزید جعفی بھی حاضر تھے۔ انھوں نے امام سے بنی حنیفہ کی جلا وطنی اور قید سے متعلق سوال کیا اور پوچھا امیر المومنین کے ساتھ حنفیہ جو فضیلت امامت سے واقف نہیں تھے کس طرح ہوا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اے جابر ابن یزید جعفی جابر ابن عبداللہ کے پاس جاؤ اور کہو کہ تم کو محمد بن علی علیہ السلام طلب فرماتے ہیں۔ جابر ابن یزید بیان کرتے ہیں کہ میں ان کے یہاں گیا اور دروازہ پر پہنچا تو جابر ابن عبداللہ نے جو گھر کے اندر تھے آواز دی کہ اے جابر ابن یزید ٹھہرو۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ ان کو کیونکر معلوم ہوا کہ میں دروازہ کے پیچھے ہوں اور یہ نہ سمجھا کہ یہ امام آل محمد کی طرف سے ہے۔ قسم ہے خدا کی کہ میں نے ان سے کوئی سوال نہیں کیا۔ میں اس کے پاس گیا اور کہا کہ تم کو کس طرح معلوم ہوا کہ میں دروازہ پر ہوں، حالانکہ آپ گھر کے اندر تھے۔ انھوں نے کہا کہ مجھے میرے مولا امام محمد باقر علیہ السلام نے اطلاع دی یہ بھی فرمایا کہ تم حنفیہ کے ساتھ سوال کروگے۔ بعد میں مجھے اطلاع طرف دعوت دی ہے۔ انھوں نے کہا کہ صبح فرمایا اور ہم چلے۔ یہاں تک کہ ہم مسجد میں پہنچے

Presented by Ziaraat.Com

امام محمد باقر علیہ السلام نے دیکھا اور فرمایا کہ صحابہ میں کوئی باقی نہیں سوائے
ان کے جو اس وقت موجود ہیں پس جو موجود ہیں ان کی طرف بڑھیں اور
سوال کریں یہاں تک کہ تم کو مطلع کریں جو کچھ انھوں نے دیکھا اور سنا
ہے پس لوگوں نے جابر بن عبداللہ سے کہا بتلایئے آپ کے امام نے
اس کی امامت کو جس نے ان پر تقدیم کی ان سے راضی تھے۔ فرمایا ہرگز
نہیں۔ لوگوں نے دریافت کیا تو انھوں نے کہا اس قیدی سے نکاح
نہیں فرمایا جو اُن کی امامت سے راضی نہ تھی۔ خباب نے ایک آہ سرد
بھری اور کہا افسوس تم نے وہ طعن کیا جس کی کوئی اصلیت نہیں مجھ کو
موت آگئی ہوتی کہ یہ سوال نہ کرتے جب تم نے سوال کیا ہے تو سنو جب
حنفیہ داخل ہوئیں تو پہلے مجمع کی طرف نظر کی پھر تربت رسول کی طرف
رُخ کر کے بیقراری کے ساتھ فریاد کی اور رو کر کہا السلام علیک یا رسول اللہ
و علیٰ اہل بیت آپ کے بعد آپ کی اس امت نے ہم کو ترک و دیلم کی کنیزوں
کی طرح اسیر کیا۔ قسم خدا کی ہم نے ان کا کوئی گناہ نہیں کیا بجز اسکے
کہ آپ کے اہل بیت سے تمسک اور مودت کی اور نیکی کو خطا قرار دیا
اور ہمکو قید کر لیا۔ پھر مجمع کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ تم نے ہم کو قید کیا
حالانکہ ہم اقرار توحید رسالت کرتے ہیں جواب دیا کہ تم نے زکوٰۃ دینے
سے انکار کیا۔ آپ نے کہا اگر زکوٰۃ سے انکار کیا بھی تو مردوں نے انکار
کیا تھا۔ عورتوں کو کس قصور پر قید کیا۔ یہ سُنکر لوگ خاموش ہو گئے اور
کوئی جواب نہ دے سکے۔ اس کے بعد طلحہ اور خالد ان کی طرف بڑھے۔

Presented by Ziaraat.Com

اوران کی خواستگاری کا ارادہ کیا۔ آپ نے فرمایا قسم خدا کی قیامت تک مجھے
کوئی ہاتھ نہیں لگا سکتا۔ نہ میں اس کی ملکیت میں جاؤں گی البتہ بجز اس
شخص کے جو یہ بتائے کہ میں نے اپنی ولادت کے وقت کیا کہا تھا لوگ متعجب
ہوکر ایکدوسرے کو دیکھنے لگے۔ پس خلیفۂ وقت نے کہا کہ یہ کیا بات ہے یہ
عورت اپنی قوم کی سردار ہے۔ اس قسم کا کوئی واقعہ اس سے پہلے نہیں سنا
گیا۔ سوائے حضرت مریم کے۔ اور کسی کو کلام کرتے نہیں سنا۔ آپ نے گریہ
وزاری کے ساتھ قسم کھا کر کہا کہ اس میں غلط بیانی نہیں ہے بلکہ حقیقت
ہے۔ طلحہ و خالد سکتہ کے عالم میں کھڑے تھے کہ جناب امیرالمومنین علی ابن
ابی طالب تشریف لائے ان سے لوگوں نے یہ ماجرا بیان کیا۔ آپ نے فرمایا
فرمایا کہ یہ سچی ہے۔ اس کے بعد آپ نے اس کی پیدائش کے وقت کے
واقعہ کو بیان کیا۔ جیسا کہ گزشتہ صفحات پر لکھا جا چکا ہے۔ جب خولہ بنت
جعفر اسماء بنت عمیس کے یہاں گئیں اور اُن کے بھائیوں کو اطلاع ہوئی
تو انھوں نے آکر امیرالمومنین کے ساتھ عقد کیا۔

لوگوں نے کہا کہ اے جابر ابن عبداللہ خدا آپ کو نارجہنم سے اسی
طرح دور رکھے جس طرح آپ نے ہمارے شک کو دور کیا۔

٭

Presented by Ziaraat.Com

جناب محمد حنفیہ کی ولادت باسعادت

آپ کی ولادت کے متعلق مختلف روایات ہیں خلکان نے وفیات اور مسعودی نے التنبہ والاشراف میں اور سبط ابن جوزی نے تذکرہ صفحہ ۲۷۳ میں ابن کثیر نے الہدایہ صفحہ ۱۹۶ میں آپ کی ولادت دو سال قبل شروع خلافت حضرت علی علیہ السلام میں لکھی ہے جو ۱۵ھ ہے۔ بعض نے سن اکیس لکھی لیکن مصدق یہ ہے کہ آپ کی ولادت ۱۵ھ یا محرم کو خلافت ثانیہ کے شروع ہونے کے دو سال ہوئی۔ یہ اس وجہ سے بھی صحیح ہے جناب خولہ بنت جعفر کا عقد خلافت ابوبکر میں ہوا تھا۔ لہٰذا خلافت ہی میں آپ کی ولادت صحیح ہے۔

آپکا اسم مبارک اور کنیت و القاب

المستدرک جلد ۲ صفحہ ۱۱۹ میں امیر المومنین سے روایت ہے کہ آپ جناب رسول خدا صلعم کی خدمت میں تشریف لے گئے فرمایا علی کے ایک فرزند ہوگا۔ علاوہ میری بیٹی فاطمہ زہرا کے ایک دوسری عورت سے جس کا نام میرے نام پر اور کنیت میری کنیت پر ہوگی۔

ابن جوزی نے اپنی کتاب صفۃ الصفوۃ جلد ۲ صفحہ ۴۲ میں تحریر کیا ہے خود ابن حنفیہ سے روایت ہے کہ جناب امیر المومنین علی ابن ابی طالب نے رسول خدا سے سوال کیا کہ کیا آپ کے بعد میرا ایک فرزند ہوگا اس کا نام

Presented by Ziaraat.Com

آپ کے نام پر اور کنیت آپ کی کنیت پر ہوگی۔ رسول خدا نے فرمایا ہاں اس کے علاوہ امامِ عصر کے اسم مبارک کے واسطے رسولِ خدا نے فرمایا ہمارے قائم کا نام ہمارے نام پر اور کنیت ہماری کنیت پر ہوگی۔ ان کے علاوہ اور کسی کو نام و کنیت یعنی محمد اور ابوالقاسم کے ساتھ ساتھ رکھنے کی ممانعت فرمائی اور فرقہ شیعہ کے تمام علماء نے ارشاد فرمایا کہ نام و کنیت ایک ساتھ رکھنے کی قطعی ممانعت ہے۔

آپکا اسمِ مبارک محمد اور کنیت ابوالقاسم ہے اور چونکہ آپ کی والدہ کا تعلق قبیلہ بنی حنیف سے تھا لہٰذا آپ حنیفہ کے ساتھ ملقب ہوئے اور محمد حنفیہ کے نام سے مشہور رہیں۔

آپکے نام اور کنیت کی بابتہ احادیث متعدد طریقوں سے مورخین و محدثین نے نقل کی ہیں۔ چنانچہ صحیح مسلم جلد ۲۶۸ پر لکھتے ہیں کہ رسولِ خدا نے مخصوص طریقہ سے اجازت دی تھی کہ آپ کا نام و کنیت دونوں رکھی جائیں۔ محمد حنفیہ و محمد بن ابوبکر اور صاحب زمانہ علیہ السلام ان کے علاوہ آپ نے ممانعت فرمائی۔ اور فرمایا کہ میرا نام رکھ سکتے ہو۔ لیکن نام و کنیت دونوں نہیں رکھ سکتے۔

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کی عزت نگاہِ رسول میں کتنی تھی کہ آپ نے اپنے نام و کنیت آپ کی ولادت کے قبل ہی بتادی کیا مدح و ثنا ہوسکتی ہے اس ہستی کی جس کا ذکر خیر خاتم الانبیا اس کی ولادت سے قبل فرمادیں۔ اور امیرالمومنین کو ہدایت فرمائیں کہ اس کا نام میرے

Presented by Ziaraat.Com

نام پر کنیت میری کنیت پر رکھی جائے۔ آپکے حالات زندگی سے ثابت ہوتا ہے کہ انھوں نے اپنے کو اس بات کا اہل ثابت کر دیا۔ حقیقت یہ ہے کہ اس خاندان کے افراد کی کیا مدح و ثنا ہو سکتی ہے جس کے گھر میں کنیز و غلام آ گئے تو دنیا میں منفرد ہو کر رہے جن کا مقابلہ بڑے بڑے صحابہ رسول نہ کر سکے۔

آپکے حالاتِ زندگی آپ کا علمی تجربہ اور شجاعت

آپ کی تربیت اس سایہ عصمت میں ہوئی جو علم و حکمت و شجاعت میں اپنا ثانی نہیں رکھتا تھا۔ جس نے منبر کوفہ سے علم کے دریا بہا دیئے۔ جس نے دنیا کو تقریر کا سلیقہ سکھایا۔ جس کو رسول اللہ نے باب مدینۃ العلم کا خطاب عطا فرمایا اور قدرت نے صاحب علم الکتاب کہکر روشناس کرایا۔ عبادت پر آیۃ انما کی مہر تصدیق ہے۔ جس کی سخاوت کا سورہ دہر قصیدہ خواں ہے۔ اس آغوش میں تربیت پائی جس کی بابت جو کچھ کہا جائے وہ کم ہے۔ مادر محترم وہ جس نے پیدا ہوتے ہی تکلم کیا جس نے قیدی بننا گوارہ کیا مگر حق سے روگردانی کرنا گوارہ نہ کیا۔ ایک معصوم کی تربیت دوسری طرف خود ذہن و دماغ میں قبولیت کی صلاحیت دونوں نے ملکر کمال کے اس درجہ پر پہونچا دیا جہاں دوسرا نہیں پہنچ سکتا حیات انسانی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں ہے جس میں آپکا کمال نظر نہ آتا ہو۔ بچپن معصوم باپ اور معصوم بھائیوں کی آغوش میں گزرا جوان ہوئے تو

Presented by Ziaraat.Com

باپ کی آنکھ کا تارا بلکہ دستِ راست ہوئے۔ بھائیوں کی سپر رہے بعد وفات سرورِ کائنات کا ایک واقعہ درج ذیل ہے۔ اس سے آپکی عظمت پر روشنی پڑتی ہے۔

تمام مورخین کا اس پر اجماع ہے کہ بعد وفات سرور کائنات آپ کی کل میراث امیرالمومنین علی ابن ابی طالبؑ کو ملی اور اُن کے بعد انکی اولاد کو اور ان جملہ موارث میں ایک خچر دُلدل نامی تھا جناب مجلسی بحارالانوار جلد ۶ صفحہ ۱۲۸ پر لکھتے ہیں کہ دلدل اسکندریہ کے والی نے جناب رسول مقبول کی خدمت میں ہدیہ بھیجا تھا۔ اور رسول اللہ نے علی کو منتقل کیا اسکے بعد امام حسنؑ کے پاس رہا پھر امام حسینؑ کے پاس رہا اور ان کے بعد محمد حنفیہ کے سواری میں رہا اور مورخین کا کہنا ہے اسلام میں یہ پہلا خچر ہے جس نے اتنی طویل عمر پائی۔ یہ دُلدل محمد حنفیہ تک رہا۔ جناب مجلسی علیہ الرحمتہ تحریر فرماتے ہیں کہ اس کا نام دُلدل رسول اکرم صلعم نے رکھا اور اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ جب جنگ حنین میں لشکر اسلام شکست کھا کر بھاگا تو اس نے پیٹ زمین سے لگا دیا۔ اور اپنے سموں سے مٹی اٹھا کر اس قوم کے چہرہ پر مارتا تھا اس وجہ سے اس کا نام دلدل قرار پایا۔ اس کی موت کا سبب یہ ہوا کہ ایک شخص نے حربہ زدہ کے کنیت میں اسکو مار ڈالا ابن سعد جلد ۵ صفحہ ۸۳ میں روایت کرتے ہیں کہ وفات سرور کائنات صلعم کے بعد عباس ابن عبدالمطلب امیرالمومنین کی خدمت میں گئے اور میراث رسولؐ کا مطالبہ کیا حضرت نے زرہ عمامہ۔ تلوار اور دلدل کے لانے کا حکم دیا اور جب وہ آگئے تو آپ نے فرمایا یہ چیزیں

Presented by Ziaraat.Com

موجود ہیں جو میراث نبیؐ میں ہیں زرہ پہن لیجئے عمامہ سر پر رکھ لیجئے تلوار لٹکا لیجئے اور اٹھ جائیے۔ لیکن وہ نہیں اٹھ سکے آپ نے تلوار لے لی اور کہا اب اٹھ جائیے وہ پھر بھی نہ اٹھ سکے لوگ حیران ہوئے۔ پھر فرمایا چاہا یہ خچر ہے اس پر سوار ہو جائیے لیکن خچر نے سوار نہ ہونے دیا۔ تب امیر المومنینؑ خود اس پر سوار ہوئے پھر امام حسنؑ اور امام حسینؑ علیہم السلام سے سوار ہونے کو فرمایا۔ وہ لوگ سوار ہوئے اور خچر نے سواری دی۔ اس کے بعد آپ نے محمد حنفیہ سے سوار ہونے کو فرمایا۔ آپ بھی اس پر سوار ہوئے اور سید الشہداء تا دم آخر آپ کی سواری میں رہا۔

نوٹ:۔ میرے خیال میں یہ روایت غلط ہے کیونکہ یہ واقعہ شروع زمانۂ خلافت اول کا ہے اور آپ کی ولادت صرف دو سال قبل وفات خلیفۂ اول ہوئی۔ جناب مولانا جوہر صاحب قبلہ کو بھی میری رائے سے اتفاق ہے۔

قبل آگے بڑھنے کے بیان ایک شبہ کا دفع کر دینا ضروری ہے۔ عموماً یہ مشہور ہے کہ دلدل واقع کربلا میں سید الشہداء کی سواری میں تھا۔ چنانچہ جو شبیہ نکالی جاتی ہے اس کو عام طور سے دلدل کہا جاتا ہے حقیقت امر یہ ہے کہ جناب سرور کائنات کے پاس تین سواریاں تھیں۔ ایک یہ خچر جس کا نام دلدل تھا۔ دوسرا گھوڑا جس کا نام ذوالجناح تھا اور تیسری سواری ناقہ تھا۔ اور یہ تینوں سواریاں بعد وفات سرور کائنات امیر المومنینؑ کے پاس رہیں اور تینوں نے طویل عمر پائی۔ جناب سید الشہداء جس سواری پر

Presented by Ziaraat.Com

کربلا تشریف لے گئے وہ گھوڑا تھا جس کا نام ذوالجناح تھا اور وہ سید الشہداءؑ کی سواری میں آخر وقت تک رہا۔ اور دلدل مدینہ میں جناب محمد حنفیہ کے پاس رہا چونکہ دونوں سواریاں ان حضرات کی سواری میں رہیں۔ لہٰذا دلدل اور ذوالجناح میں فرق نہ ہو سکا۔ اور لوگ ذوالجناح کو دلدل سمجھے رہے چونکہ دلدل کا واقعہ لکھا گیا لہٰذا ناظرین کو غلطی کا شبہ ہو سکتا ہے کہ دلدل کربلا میں سید الشہداء کی سواری میں جب تھا تو محمد حنفیہ کے پاس کیونکر آیا۔ اس کو صاف کر دیا گیا کہ وہ ذوالجناح تھا جو سید الشہداء کی سواری میں وقت شہادت تھا نہ کہ دلدل۔ بہر حال اس واقعہ کے لکھنے کا اصل مطلب یہ ہے جناب محمد حنفیہ کی عظمت کا اظہار تھا کہ جس طرح حسنینؑ کے جسم پر عبائے رسولؐ درست اترا اور مرکب نے سواری دی اسی طرح جناب محمد حنفیہ کے جسم پر لباس درست اترا اور مرکب نے سواری دی۔

آپؑ کی شجاعت و طاقت

یہ ایک کلیہ ہے کہ خونی اثرات اور ماحول حیات انسانی پر پورا اثر کرتے رہیں۔ یہ صرف بنی نوع انسان ہی پر منحصر نہیں ہے بلکہ یہ اثرات جانوروں میں بھی پوری طرح پائے جاتے ہیں۔ ایک شیر کے بچے میں شیر کے اوصاف اور گیدڑ کے بچے میں اس کے اثرات پائے جائینگے اسی طرح ماحول کے اثرات بھی پڑتے ہیں۔ چنانچہ سعدی کا شعر ضرب المثل بن گیا۔ جمال ہمنشیں در من اثر کرد، وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم۔ ماحول بہت

Presented by Ziaraat.Com

کچھ فطرت پر اثر انداز ہوتا ہے جس کا مشاہدہ زندگی میں ہر انسان کو ہوتا ہے اور وحشی جانور جنکی فطرت انسانوں سے دور بھاگتا ہے جب انسان انکو پالتا ہے اور انسان کے ساتھ رہتے ہیں. تھوڑے عرصے میں وہ انسان سے مانوس ہو جاتے ہیں اسی طرح انسان میں خونی اثرات اور ماحول پوری طرح اثر انداز ہوتے ہیں اور اسی واسطے تحفظ نسل اسلام نے واجب قرار دیا ہے. چنانچہ جناب امیر المومنین کا جناب ام البنین مادر جناب عباس سے عقد کے سلسلہ میں یہ روایت مشہور ہے کہ جناب عقیل جو اپنے وقت کے بہترین نساب تھے آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں ایک ایسی عورت سے شادی کروں گا جو عرب کے مشہور شجاع اور نجیب الطرفین خاندان سے ہو جس سے شجاع اولاد پیدا ہو جو حسینؑ کی مدد کر سکے چنانچہ جناب عقیل نے جناب ام البنین کا انتخاب کیا جو عرب کے بہادر ترین قبیلہ سے تھیں۔

جناب محمد حنفیہ کی شجاعت اور قوت کے متعلق اتنا ہی کافی ہے کہ آپ اس عظیم و شجاع ہستی کے فرزند ہیں جس نے عرب کے بڑے بڑے بہادروں کو ایک ضرب میں تہ تیغ کر دیا جس نے مرحب و عنبر و عمر ابن عبدود کو اجل کا جام پلا دیا جس کی شجاعت دنیا میں ضرب المثل بن گئی جو اشجع العرب کے لقب سے مشہور تھا جس نے بدر و احد میں لشکر کفار کا صفایا کر دیا. جس کی تیغ کی آنچ سے بڑے بڑے سورماؤں کا جگر پانی ہوتا اور اب بھی جس کا نام نامی لے کر بڑے بڑے پہلوان مقابلہ پر آتے سپاہی نعرۂ حیدری لگا کر حملہ آور ہوتے ہیں جس کی طاقت کا یہ عالم

Presented by Ziaraat.Com

تھا کہ باب خیبر کو اکھاڑ کر پھینکدیا جس نے وہ پتھر جو ایک چشمہ پر رکھا تھا جسکو کوئی جنبش نہ دے سکتا تھا آپ نے دو انگلیوں سے نکال کر دور پھینکدیا جناب محمد حنفیہ کی رگوں میں اسی باپ کا خون موجزن تھا۔ پھر اس پر مولائے کائنات کی تعلیم جس کا نتیجہ یہ تھا کہ آپ فن حرب میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔

آپ کی طاقت کا مظاہرہ چند مقامات پر ہوا۔ یہاں آپکی طاقت کے دو محیر العقول واقعات ناظرین کو پیش کئے جاتے ہیں۔

ابن کثیر نہایہ و بدایہ جلد ۹ صفحہ ۳۸ اور صاحب مستطرف نے جلد ۱ صفحہ ۲۳۲ میں لکھتے ہیں کہ محمد حنفیہ سادات قریش میں مشہور و معروف شجاع و طاقت ور تھے ایک مرتبہ حضرت علیؑ نے ایک زرہ خریدی جو کچھ بڑی تھی آپ نے چاہا کہ اس کو قطع کر کے چھوٹی کرالیں تو آپ نے جناب محمد حنفیہ سے فرمایا کہ کسی قطع کرنے والے کو وہ جانتے ہیں جناب محمد حنفیہ نے وہ زرہ ہاتھ میں لی اور جس جگہ سے حضرت علیؑ قطع کرنا چاہتے تھے اپنے دستِ مبارک سے اسکو پھاڑ دیا۔ لوہے کی زرہ کو ہاتھ سے پھاڑ دینا یہ اظہار طاقت وہ عجیب کارنامہ ہے جس کی مثال نہیں ملتی۔

دوسرا واقعہ آپ کی طاقت کے اظہار کا ابن خلکان نے اپنی تاریخ جلد ۲۔ صفحہ ۲۱ پر بیان کیا ہے جس کو شیخ ابوالحسن الشیرازی نے طبقات میں تحریر کیا ہے کہ آپ شدید القویٰ تھے زمانہ معاویہ میں ملک روم کے بادشاہ کے یہاں سے دو آدمی آئے۔ ایک طویل جسم کا تھا اور دوسرا

Presented by Ziaraat.Com

بہت طاقتور تھا۔ طویل القامت کے لئے قیس بن سعد بن عبادہ کا مقابلہ ہوا۔ اور جو صاحب طاقت تھا اس کے مقابلے کے لئے کوئی تیار نہ تھا جناب محمد حنفیہ تشریف لائے اور ان سے یہ واقعہ بیان کیا گیا آپ نے فرمایا طاقت کا مقابلہ اس طرح ہو کہ میں بیٹھ جاؤں اور یہ مجھے اٹھا کر کھڑا کر دے اور یہ بیٹھ جائے میں اسے اٹھا کر کھڑا کر دوں جو نہ اٹھا سکے وہ کمزور ہے چنانچہ آپ زمین پر بیٹھ گئے۔ اور اس نے پوری قوت آپ کے اٹھانے میں صرف کر دی لیکن آپ کو جگہ سے جنبش بھی نہ دے سکا۔ آخر میں شرمندہ ہو کر الگ ہو گیا اس کے بعد وہ بیٹھا اور آپ نے اس کا ہاتھ پکڑ کر نہایت آسانی سے اٹھا کر کھڑا کر دیا جس پر رومی شرمندہ ہو کر چلا گیا۔ آپ کے شجاعت کے کارنامے جنگ صفین و جمل میں بتائیں گے

جنگِ جمل

خلیفہ ثالث کے قتل کے بعد امیر المومنین کی بیعت پورے اجماع کے ساتھ ہو گئی اور طلحہ و زبیر جنہوں نے سب سے پہلے بیعت کی تھی جب اپنی امیدوں کے خلاف ہوتے ہو دیکھا تو مدینہ سے عمرہ کا بہانہ کر کے گئے جناب عائشہ جو پہلے خلیفہ وقت کے خلاف تھیں اور فرماتی تھیں اُقتلی ھٰذا النعل۔ جب قتل کی خبر ملی تو یہ معلوم ہوا کہ حضرت علیؑ کو خلیفہ مقرر کر لیا گیا تو فوراً خلاف ہو گئیں اور خونِ عثمان کے بدلہ لینے کا اعلان کر دیا چنانچہ آپ عسکر نامی جمل پر بیٹھ کر محاربہ کے لئے نکلیں اور فوج کی کمان

Presented by Ziaraat.Com

کرنے کے لئے خود سرداری فرمائی۔ دونوں طرف سے لشکر جمع ہوئے۔ امیرالمومنین کے لشکر میں دس ہزار اشخاص تھے۔ جناب عائشہ کے لشکر میں ۳۰ ہزار افراد تھے جس میں دونوں طرف سے بہت سے افراد قتل ہوئے امیرالمومنین کے لشکر میں زیادہ تر اصحاب رسولؐ اور مہاجرین و انصار تھے۔

صاحب الدار النظیم لکھتے ہیں صبح ہوئی تو امیرالمومنین نے قنبر کو حکم دیا کہ وہ زرہ رسولؐ اور ذوالفقار حاضر کریں۔ چنانچہ آپ اسلحہ لگا کر رسولؐ خدا کے خچر دلدل پر سوار ہو کر میدان میں تشریف لائے اور آواز دی اے مہاجرین و انصار آگے بڑھو اور خدا کی راہ میں دشمن سے جہاد کرو اور جناب محمد حنفیہ کو طلب فرما کر علم ان کے حوالے کیا اور فرمایا کہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو پس وہ سوار ہوئے اور راس کو کھول دیا۔ یہ وہی علم رسولؐ تھا جس کا نام العقاب تھا اور یہ جنگ بدر میں رسول اللہؐ کے ساتھ تھا۔ پھر آپ نے فرمایا علمدار لشکر آگے بڑھو آپ آگے بڑھے علم آپ کے ہاتھ میں تھا۔ اور اس کا پھریرا آپ کے سر پر لہرا رہا تھا۔

اور امیرالمومنین مع لشکر کے چلے امام حسنؑ داہنی طرف اور امام حسینؑ بائیں طرف عبداللہ ابن جعفر سامنے محمد و عون ابن جعفر پیچھے اور عبداللہ و فضل و عبیداللہ و قثم بن عباس بن عبدالمطلب ان میں سے بعض داہنی اور بعض بائیں طرف اور پیچھے پورا لشکر ابن ابی الحدید نے اپنی شرح نہج البلاغہ جلد ا۔ صفحہ ۸۵ پر لکھتے ہیں کہ امیرالمومنین بنفس نفیس آہستہ آہستہ جمل کے قریب پہنچ گئے اور محمد حنفیہ کو حکم دیا کہ حملہ کرو اور اونٹ

Presented by Ziaraat.Com

کی آنکھ میں نیزہ گاڑ دو لیکن اسکو جان سے نہ مارو جناب محمد حنیفہ بڑھے اس طرف سے تیروں کی بارش ہو رہی تھی۔ آپ رُک کے حضرت نے پھر حملہ کا حکم دیا تیروں کی بارش کی وجہ سے آپ پھر رُکے۔ امیرالمومنین آگے بڑھے اور ان کے شانے پہ ہاتھ مار کر کہا بیٹے ماں کا اثر آگیا۔ اس کے بعد آپ نے خود علم لیا اور ذوالفقار بلند کر کے حملہ کیا صفوں کے آخر تک مارتے چلے گئے پھر واپس آکر فرمایا ابن خولہ دیکھو مرد اس طرح حملہ کرتے ہیں۔ تاریخ میں ہے محمد حنفیہ جب یہ ذکر کرتے تو رو دیتے تھے پھر امیرالمومنین نے حکم دیا کہ حملہ کرو فوج تمہارے ساتھ ہے۔ جناب محمد حنفیہ نے حملہ کیا۔ اور اتنا شدید حملہ کیا کہ پرے کے پرے الٹ گئے۔ آپ بار بار فوج پر حملہ پہ حملہ کرتے تھے دشمنوں کے سر اس طرح گر رہے تھے جیسے برگِ خزاں ٹوٹ کر گرتے ہیں۔ یہاں تک کہ آپ خود بھی زخمی ہوئے۔

امیرالمومنینؑ کا فنِ حرب بتانا

جنگ پہ جاتے وقت جو فنِ حرب آپ نے محمد حنفیہ کو بتائے۔ وہ نہج البلاغہ میں موجود ہیں اور ابن ابی الحدید معتزلی نے اس کی شرح تقریباً ڈیڑھ صفحہ میں بیان کی ہے۔ وہ ارشاد آپ کا حسب ذیل ہے۔

یا بنی تزول الجبال ولا تزل۔ عض علی ناجذک اعر اللہ جمجمتک تد فی الارض قدمک ارم ببصرک اقصی القوم وغض بصرک واعلم ان النصرۃ من عند اللہ سبحانہٗ۔

Presented by Ziaraat.Com

(ترجمہ) اے فرزند پہاڑ اپنی جگہ سے سرک جائیں مگر تم کو جنبش نہ ہو دانتوں کو بھینچ لینا۔ اپنے قدم زمین میں گاڑ دو اور نظر دشمن کی آخری صف پر نظر رہے۔ اور آنکھیں بند رکھنا یقین رکھو کہ مدد خداوند عالم کی طرف سے ہے۔ اپنا کاسہ سر خدا کو عاریتاً دے دو۔

ابن ابی الحدید معتزلی نے اس کی تفسیر میں کہا کہ امیرالمومنین کا یہ ارشاد کہ اپنا کاسہ سر خدا کو عاریتاً دے دو یہ بتاتا ہے کہ آپ نے یہ اطمینان دلادیا کہ جان جانے کا خطرہ نہیں ہے کیونکہ عاریتاً دی ہوئی چیز واپس مل جاتی ہے اور اس کی حفاظت کی ذمہ داری جس کو عاریتاً دی جائے اس پر ہوتی ہے اور دینے والے کو کوئی پریشانی نہیں رہتی۔ ظاہر ہے کہ خدا کو عاریتاً دی ہوئی چیز کو نقصان پہنچنے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ تد وتد سے ہے وتد اس میخ کو کہتے ہیں جو زمین میں گاڑ دی جاتی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جس طرح میخ زمین میں گاڑ دی جاتی ہے اس طرح تمہارے پیر مضبوطی سے جمے رہیں پھر اگر نظریں صف پر رہیں تو پچھلی صفوں سے بے خبر رہو گے اس لئے تمہاری نظر آخری صف رہے۔ آنکھیں بند کرلو کا مقصد یہ ہے کہ دشمن کی کثرت کی پرواہ نہ کرو۔

یہ وہی جنگ جمل ہے جس کی فتح کا سہرا محمد حنفیہ کے سر ہے اور انکی شجاعت وجوانمردی کی مدح میں شعراء نے قصیدے کہے۔

متعدد حملوں کے بعد جب آپ واپس ہوئے اور امام نے پھر حملہ کا حکم دیا کہ اور حملہ کرو تو بعض اصحاب امیرالمومنین نے کہا کہ آپ صرف محمد

Presented by Ziaraat.Com

حنفیہ کو ہی کو جنگ میں بھیجتے ہیں حسنین علیہم السلام کو نہیں بھیجتے تو آپ نے فرمایا محمد میرا فرزند ہے اور حسنین رسول اللہ کے فرزند ہیں اگر میرا فرزند قتل ہوگا تو صرف میرے اوپر اثر ہوگا اگر حسنین پر ضرب آئی تو نسل رسولؐ پر اثر ہوگی

بعض لوگوں نے خود جناب محمد حنفیہ سے کہا کہ علیؑ بار بار آپ ہی کو جنگ کے لئے بھیجتے ہیں اور حسنینؑ کو نہیں بھیجتے تو آپ نے جواب دیا کہ حسن و حسین آنکھیں ہیں اور میں ہاتھ ہوں آنکھوں کی حفاظت ہاتھوں سے کی جاتی ہے۔

دوسرا انکی شجاعت کا بے نظیر کارنامہ جنگ صفین ہے۔

جنگ صفین اور جناب محمد حنفیہ

جنگ صفین تاریخ اسلام میں اہم ترین واقعہ ہے۔ ۳۷ھ میں معاویہ ابن سفیان نے صفین کے مقام پر جو دریائے فرات کے غربی جانب واقع ہے کثیر لشکر امیرالمومنین کے مقابلہ میں بھیجا اس معرکہ میں امیرالمومنین کی فوج کے پچیس ہزار افراد شہید ہوئے اور معاویہ کی فوج کے پینتالیس ہزار آدمی قتل ہوئے۔ امیرالمومنین کے لشکر میں پچیس اصحاب رسولؐ شہید ہوئے جو زیادہ تر مہاجرہ و انصار کی اولاد تھے۔

طبقات ابن سعد جلد ۵ صفحہ ۶۸ میں تحریر ہے کہ جنگ صفین میں جناب عمار یاسر اور جناب محمد حنفیہ صاحب رایت تھے۔ جناب ابن عباس کا بیان ہے کہ حضرت نے اپنے فرزند جناب محمد حنفیہ کو طلب فرمایا اور حکم دیا کہ وہ فوج پر حملہ کریں۔ پس انھوں نے میمنہ پر حملہ کیا۔ شیر نیستان

Presented by Ziaraat.Com

علی کی تلوار بلند ہوئی۔ جگر گوشۂ ید اللہ کے دست مبارک کو جنبش ہوئی فرس بے مثال ترارے بھرتا ہوا میمنہ کی طرف بڑھا اور راویوں کی طرح سر زمین پر گرتے نظر آئے یہانتک کہ میمنہ کا صفایا کر دیا اور اپنے پدر بزرگوار کی خدمت میں واپس تشریف لائے اور عرض کیا کہ پدر بزرگوار پیاس کی شدت ہے پس آپ نے جرعہ عطا فرمایا اور باقی پانی آپ کی زرہ پر ڈال دیا اور آپ نے دیکھا کہ زرہ کے حلقوں سے خون بہہ رہا ہے۔ تھوڑے توقف کے بعد پھر فرمایا بیٹا میسرہ پر حملہ کرو آپ نے میسرہ پر حملہ کر کے فوجِ معاویہ کو منتشر کر دیا اور واپس ہوئے تو زخموں سے چور تھے۔ اور پھر فرمایا اے پدر بزرگوار پانی پانی آپ نے پھر جرعہ آپ پلایا اور باقی پھر زرہ پر ڈالدیا تھوڑے وقفہ کے بعد پھر فرمایا کہ قلب لشکر پر حملہ کرو آپ نے قلب لشکر پر حملہ کیا اور لشکر کو پراگندہ کر دیا اور سینکڑوں کو تہ تیغ کر دیا۔ پھر اپنے پدر بزرگوار کی خدمت میں واپس آئے اور وہ رو رہے تھے آپ ان کے پاس آئے اور اُن کی آنکھوں کو بوسہ دیکر فرمایا۔ تمہارا باپ تم پر فدا ہو واللہ تم نے اپنے جہاد سے مجھے خوش کر دیا آخر روکیوں رہے ہو یہ رونا خوشی کا ہے کا ہے یا غم کا کہا اے پدر بزرگوار کیونکر نہ روؤں تین دفعہ موت کے منہ میں گیا مگر خدا نے بچالیا اور سلامت رکھا اور جیسا کہ آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں کس قدر مجروح ہوں جبکہ یہ میرے بھائی امام حسنؑ اور حسینؑ کو آپ نے کوئی حکم جنگ کا نہیں دیا۔ امیر المومنین سامنے آئے اور کہا اے فرزند تم میری اولاد ہو اور یہ رسول کی اولاد ہیں کیا میں انھیں نہ بچاتا۔ محمد حنفیہ نے فرمایا اے پدر بزرگوار میں آپ پر فدا ہوں آپنے بالکل صحیح فرمایا خدا مجھے آپ پر اور ان پر فدا کرے۔ اس کے

Presented by Ziaraat.Com

بعد پھر شدید جنگ شروع ہوئی مالک اشتر اور محمد حنفیہ برابر حملوں پر حملے کر کے فوج کا صفایا کر رہے تھے اور محمد حنفیہ نے ایک وقت میں سات بڑے پہلوانوں کو تہ تیغ کیا چنانچہ خوارزمی اپنی کتاب مناقب کے صفحہ ۱۴۷ پر رقم طراز ہیں کہ لشکر معاویہ سے ایک شخص جس کا نام کریب تھا جو بہت قوی اور بہادر تھا امیر المومنین کی فوج سے مبارز طلب ہوا چنانچہ اس طرف سے مرتفع بن وضاح الزبیدی گئے وہ قتل ہو گئے پھر حرث بن الحلاج الشیبانی پہنچے وہ بھی قتل ہو گئے پھر امیر المومنین نے عباس بن حارث کو حکم دیا وہ اس کے مقابلے پر گئے مگر کریت نے ان سے لڑنے سے اجتناب کیا۔ آخر میں امیر المومنین خود تشریف لے گئے اور آپ نے تلوار کا وار اس کے سر پر کیا اور وہ بیچ سے نصف نصف ہو گیا اور امیر المومنین واپس تشریف لائے اور محمد حنفیہ سے ارشاد فرمایا کہ وہ مبارز طلب کریں چنانچہ آپ نے اپنے والد کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے میدان میں آئے اور کریت کے چچازاد بھائی کو طلب کیا اور جناب محمد حنفیہ نے اسکو قتل کر دیا۔ یہانتک کہ آپ نے اس کی طرف کے سات پہلوانوں کو قتل کر دیا۔ یہ تو آپ کی شجاعت کا ذکر تھا اب آپکے علمی تبحر کا ذکر کیا جاتا ہے۔

صفین کے موقع پر جناب محمد حنفیہ نے جو فصیح و بلیغ خطبہ ارشاد فرمایا جس کے متعلق فصحائے عرب کا قول ہے کہ اس خطبہ کی بلاغت کو سنکر صاحبان علم حیرت و استعجاب میں غرق ہو جاتے ہیں۔ ابن الحدید معتزلی لکھتے ہیں کہ آپ کے والد کا کلام تحت الکلام باری اور فوق کلام بشر ہے اور یقینی آپ ان ہی کی گود میں پرورش پانے والے اور ان کے علم کے وارث تھے۔

Presented by Ziaraat.Com

اس خطبہ کو متعدد مورخین نے لکھا ہے مثلاً سبط ابن جوزی نے اپنے تذکرہ خوارزمی نے مناقب میں اور صاحب حذا لحق نے حذا دل میں تحریر کیا ہے

سبط ابن جوزی نے اس خطبہ کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ جناب مالک اشتر نخعی نے جناب محمد حنفیہ سے کہا کہ میدان صفین میں کھڑے ہو کر اپنے والد بزرگوار امیر المومنین کی مدح بیان کیجیے چنانچہ محمد بن حنفیہ نے کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا۔ طوالت کو مد نظر رکھتے ہوئے خطبہ نہیں درج کیا گیا۔ اباہتی النجفی میں پورا خطبہ درج ہے۔ اس میں دیکھا جا سکتا ہے۔ البتہ ان کے متعلق جن مورخین نے ان کے علم و فضل کا ذکر کیا وہ تحریر کئے جاتے ہیں۔

حلیۃ الادیا جلد ۳ صفحہ ۱۴۳ پر الزہری لکھتے ہیں کہ محمد حنفیہ عقل ترین انسان اور شجاع ترین مردم اور اعلم الناس تھے صاحب محمد الطالب فی انصاب آل ابی طالب میں لکھتے ہیں کہ محمد حنفیہ یکتائے روزگار علما میں سے تھے زہد و عبادت و شجاعت میں اولاد علی ابن ابیطالب میں امام حسنؑ اور امام حسینؑ کے بعد سب سے افضل تھے۔

المستطرف جلد ۲ صفحہ ۲۲۴ طبع ثانی میں لکھتے ہیں۔ ابو ہاشم محمد بن علی بن ابی طالب ان کے والد نے انکو علم و فقہ میں کامل کر دیا تھا اور شجاع ترین لوگوں میں تھے

الزرکلی اپنی کتاب الاعلام جلد ۳ صفحہ ۱۳۲ پر لکھتے ہیں محمد بن علی بن ابی طالب ہاشمی القریشی ابو القاسم المعروف بہ ابن حنفیہ علم و ورع کے حامل تھے۔ انکی قوت و شجاعت کے کثرت سے واقعات ہیں۔ عبد السلام محمد ہارون

Presented by Ziaraat.Com

اپنی کتاب صفحہ ۲۳۹ پر لکھتے ہیں کہ محمد حنفیہ ورع میں یکتا تھے اور وسعت علم سے حامل تھے۔

جناب علامہ الشیخ جعفر نعدی منن الرحمٰن میں تحریر فرماتے ہیں۔ جناب محمد حنفیہ نہایت زاہد آئمہ معصومین کے بعد سب سے زیادہ متقی اور عالم جلیل طقیہ و صاحب کلام تھے۔

کریم الشیخ الناس تھے ان کے متعلق دعوئی امامت کا واقعہ بالکل غلط صرف تحائم۔ حجر اسود جو مشہور ہے اس کا مقصد صرف یہ تھا کہ امام زین العابدین کی امامت کا لوگوں کو یقین دلانا اور خود انکی طرف جو شک کیا جاتا تھا اس کو رفع کرنا تھا۔

جناب محمد حنفیہ کے اعمام

طالب بن ابی طالب۔ آپ اولاد ابو طالب میں سب سے بڑے تھے ارباب سیر نے ذکر کیا ہے کہ آپ مسلم تھے اور اپنے پدر بزرگوار کی طرح اپنے اسلام کو پوشیدہ کئے ہوئے تھے۔ اور وہ واقعہ بدر سے پہلے مسلمان ہو چکے تھے۔ اور حدیث رسول اس کی تائید کرتی ہے۔ روضتہ الواعظین ملقتال صفوا پر جناب جابر ابن عبداللہ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول خدا صلعم سے دریافت فرمایا کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضرت ابو طالب کافر تھے آپ نے ارشاد فرمایا خداوند عالم عالم الغیب ہے۔ شب معراج میں جب میں آسمان سے عرش کی طرف چلا تو میں نے چار نور دیکھے تو بارگاہِ الٰہی میں عرض کیا میرے پالنے

Presented by Ziaraat.Com

والے یہ چار نور کون ہیں تو ارشاد ہوا یہ عبدالمطلب ہیں۔ یہ ابو طالب تمہارے چچا ہیں یہ تمہارے والد عبداللہ ہیں اور تمہارے بھائی طالب ہیں میں نے عرض کیا۔ الٰہی وسیدی یہ ان کے درجات کس وجہ سے ہیں تو ارشاد ہوا کہ انہوں نے اپنے دین کو بچایا اور صبر کیا یہاں تک کہ یہ دنیا سے رو ٹھے یہ حدیث ہے۔ لیکن تعصب اور دشمنی علی کی وجہ سے انکو پوشیدہ رکھا گیا اور جھوٹی روایات گڑھ کر لکھی گئی ہیں۔ یہ طے شدہ ہے کہ یہ کفیل رسول رہے اور دعوتِ اسلام میں نصرت کرتے رہے۔

آپ کو واقعہ بدر کے موقع پر جبراً فوج کے ساتھ لے جایا گیا لیکن آپ راستہ سے کہیں نکل گئے بعض روایات بتاتی ہیں کہ آپ لشکر سے چھپ کر نکلے اور آپ سمندر کی طرف گئے اور آپ کا گھوڑا سمندر میں آپ کو لے کر گر گیا اور آپ غرق ہو گئے۔ لیکن ابن حزیں کا قول ہے کہ جبراً لے جانے کے بعد پھر آپکا کوئی پتہ نہیں لگا کہ کیا ہوئے۔

عقیل۔ آپ جناب طالب سے دس سال چھوٹے تھے آپکے اسلام لانے کے متعلق کئی روایات ہیں۔ بعض نے کہا کہ فتح مکہ کے وقت اسلام لائے بعض کا قول ہے کہ حدیبیہ کے موقع پر اسلائے اور بعض کہتے ہیں بدر عباس کے ساتھ قید ہو کر آئے۔

رسولِ خدا ارشاد فرماتے تھے اے عقیل میں تم سے دو وجہوں سے محبت کرتا ہوں ایک چچا کی محبت کی وجہ سے دوسرے حسینؑ کی محبت کی وجہ سے امیرالمومنین نے دریافت کیا یا رسول اللہ کیا آپ عقیل سے بہت محبت کرتے

Presented by Ziaraat.Com

کرتے ہیں فرمایا ہاں میں عقیل سے دو سبب سے محبت کرتا ہوں ایک چچا کی محبت دوسرے ان کی اولاد تمہارے فرزند حسینؑ کے لئے شہید ہوگی۔ آپ کو امیرالمومنین علیہ السلام سے بے حد محبت تھی۔

اب انساب عرب کے ماہر تھے۔ آپ مسجد رسول میں بیٹھتے تھے اور لوگ آکر آپ سے علم الانساب معلوم کرتے اور قبائل اور عرب کے احباب سُنا کرتے تھے یہاں تک کہ یہ مشہور ہوگیا کہ اس وقت عرب میں علم الانساب پر چار افراد پوری طرح علم رکھتے تھے۔ ان میں جناب عقیل ابن ابی طالب درفہ بن نوفل الزہری والوجہیم بن حنفیہ و حذیطب بن عبدالعزیٰ العامری ان سب میں جناب عقیل سب سے زیادہ واقف تھے۔

آپ کی وفات عہد معاویہ میں ہوئی۔ آپ کے صاحبزادے مسلم بن عقیل کوفہ میں شہید ہوئے انکے علاوہ آپ کے متعدد فرزند اور دختر تھیں۔

جعفر طیار :۔ یہ جناب عقیل سے دس برس چھوٹے اور امیرالمومنین سے دس سال بڑے تھے۔ آپ کی مشہور کنیت ابوعبداللہ تھی آپ صاحب الہجر تین تھے اور ذوالجناحین ہوئے۔ رسول خدا نے فرمایا جعفر تم مجھسے خلق و خلق میں متشابہ ہو۔

آپ کے متعلق آپکے والد بزرگوار جناب ابوطالب نے اپنے اشعار میں ارشاد فرمایا۔

ان علیاً و جعفراً ثقتی ۔ عند ملمّ الکروب والحطب
واللہ لا اخذل النبی ولا ۔ یخذلہ من بنی ذو حسب

Presented by Ziaraat.Com

لا تخذلا وانصرا ابن عمکما ۔ اخی لامی من بینھم وابی

ترجمہ: یقیناً علی اور جعفر میرا بھروسہ ہیں اذیتوں کے زائل کرنے قسم ہے خدا کی نہ نبی نے کبھی چھوڑا اور نہ انکو میرے ذی حسب اولاد نے اپنے ابن عم کو ہرگز نہ چھوڑو اور انکی مدد کرو وہ اخی انکے درمیان باپ ہے۔

کتب سیر سے اس امر کی تصدیق ہوتی ہے کہ آپ نے پیروی رسولؐ میں کبھی کوتاہی نہیں کی۔ کتب تاریخ و سیر بتاتی ہیں کہ جب رسول اللہ نے آپ کو کلمۂ توحید کی اشاعت کے لئے مقرر کیا تو آپ ضعیف مسلمین اور غرباء کے ساتھ بیٹھا کرتے تھے۔ اور ان کی اعانت فرماتے تھے اس وقت جناب رسول مقبول صلعم نے آپ کو ابوالمسکین کا خطاب دیا یہ ہی حال آپ کا ہجرت میں تھا کہ آپ کلمۂ توحید کی اشاعت فرماتے تھے۔

یہاں بادشاہِ مصر کے سامنے آپ نے اس خوبی کے ساتھ اسلام پیش کیا کہ وہ متاثر ہو کر اسلام لے آیا۔ ۵ھ میں جب آپ ہجرت سے واپس ہو کر مدینہ پہنچے تو اس روز رسول خدا کو خداوند عالم نے خیبر پر فتح دی تھی۔ چنانچہ آپ نے فرمایا کہ آج دو حیثیتوں میں سے کس پر خوش ہوں فتح خیبر پر یا جعفر کے آنے پر۔

آپ کی شہادت جنگ موتہ میں ہوئی جہاں آپ کے دونوں بازو قلم ہو گئے۔ رسول خدا نے فرمایا کہ خداوند عالم نے جعفر کو دو پر ان کے بازوؤں کے بدلہ میں عنایت فرمائے ہیں جن کے ذریعہ وہ جنت میں پرواز کرتے ہیں جب ہی سے آپ کا لقب طیار ہوا اور جعفر طیار کہلائے۔

Presented by Ziaraat.Com

آپ کے بھائی۔ طبری نے لکھا ہے کہ باپ کی طرف سے آپ کے سولہ بھائی تھے اور بعض کا قول ہے کہ حضرتؑ کے چودہ فرزند تھے اور اٹھارہ دختران کے اسما حسب ذیل ہیں۔

(۱) جناب امام حسن علیہ السلام (۲) امام حسین علیہ السلام (۳) جناب محسن جو شکم مادر میں شہید ہوئے (۴) جناب عباس (۵) جناب عبداللہ (۶) جناب جعفر (۷) عثمان یہ بطن جناب ام البنین سے تھے جن کا اسم مبارک فاطمہ بنت حزام الکلابیہ تھا یہ چاروں بھائی کربلا میں سیدالشہداء کی رفاقت میں شہید ہوئے (۸) عمر (۹) العباس الا صغیر انکی والدہ صہبا تغلبیہ (۱۰) محمد ان کی والدہ امامہ بنت ابی العاص تھیں یہ بھی کربلا میں شہید ہوئے (۱۱) یحیٰی یہ امیرالمومنین کی حیات میں فوت ہوئے (۱۲) عون (۱۳) عبداللہ یہ مختار ثقفی کے زمانہ میں قسطنطنیہ میں شہید ہوئے (۱۴) ابوبکر یہ لیلیٰ بنت مسعود کے بطن سے تھے یہ بھی کربلا میں شہید ہوئے محمد الاوسط ام ولد سے تھے یہ بھی کربلا میں شہید ہوئے۔

جناب محمد حنفیہ کے نام امیرالمومنین علیہ السلام کا وصیت نامہ

جناب شیخ صدوق نے اپنی کتاب من لا یحضرہ الفقیہ کے باب الوصیا جلد ۳ صفحہ ۳۴۰ پر یہ وصیت نامہ تحریر فرمایا ہے جس کا خلاصہ درج کیا جاتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔

اے فرزند امن کی طرف ہو جاؤ کیونکہ یہ ہی نیکی کی بضاعت ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

اور آخرت پر اپنے کاموں کو موقوف رکھو اور صالح لوگوں کی صحبت اختیار کرو اور اہل خیر کے ساتھ رہو کیونکہ اہل شر تمکو ذکر خدا سے دور رکھیں گے اور موت کے ذکر سے روک دیں گے اور جاہل لوگ جو تمکو خدا کی طرف سے بدظن کرنے کی کوشش کریں گے اور یہ کبھی تم کو صالحین سے ملنے نہ دیں گے اے فرزند اپنے قلب کو اس طرح پاک کرو جس طرح آگ لکڑی کو جلاکر پاک کر دیتی ہے اے فرزند اسلام سے زیادہ شرف کسی چیز میں نہیں ہے اور تقویٰ سے زیادہ عزت کسی میں نہیں ہے کوئی صاحب عقل گناہوں سے بچنے سے احتراز نہیں کرتا۔ توبہ سے زیادہ شفیع کوئی نہیں عافیت سے اچھا لباس نہیں کوئی۔ قناعت سے زیادہ کوئی خزانہ غنی کرنے والا نہیں۔ کوئی مال خدا کی رضا سے بہتر نہیں بلا رضائے الٰہی کے فاقہ سے چھٹکارا دینے والا نہیں جو کسی کے آگے ہاتھ پھیلانے سے رکا اسنے راحت کا انتظام کیا اور زندگی میں آسودگی حاصل کی حرص گناہوں کی طرف راغب کرتی ہے صبر کے عز الم کے ساتھ رنج کا مقابلہ کرو کیونکہ دنیا میں صبر سب سے بہتر چیز ہے اور دنیا کے رنجوں کو اس کے در سے مٹائے۔ اے فرزند رزق دو قسم کے ہیں ایک رزق وہ ہے جس کو تم طلب کرتے ہو۔ اور ایک رزق وہ ہے جو تم کو طلب کرتا ہے اگر تم اس کے پاس نہ جاؤ گے تو وہ خود تمہارے پاس آئے گا اے فرزند حکما سے انکے مواعظ حاصل کرو اور ان کے احکام پر تدبیر کرو اور کوشش کرو کہ لوگ انکی پیروی کریں اور منکر سے پرہیز کریں اور اپنے متعلقین کو امر بالمعروف کی ہدایت کرو کہ وہ خداوند عالم کے احکام

Presented by Ziaraat.Com

پر عمل کریں اور علم دین سے مزین کرو کیونکہ فقط انبیا کے وارث ہوتے ہیں انبیا اپنی وراثت میں درہم و دینار نہیں چھوڑتے بلکہ اُن کی وراثت علم ہوتا ہے پس جس نے اسے حاصل کیا ہے تو بہت بڑا فائدہ حاصل کیا ہے اور تم کو معلوم ہونا چاہیئے کہ طالب علم کے لئے آسمان و زمین استغفار کرتے ہیں یہانتک کہ فضا میں اڑنے والے پرندا اور دریا میں رہنے والی مچھلیاں تک ان کے لئے استغفار کرتی ہیں اور ملائکہ طالب علم کی تواضع کرتے ہیں۔ اور اس سے دنیا میں شرف حاصل ہوتا ہے اور قیامت کے دن جنت میں کامیابی کے ساتھ جاتے ہیں اور جنت کی طرف دعوت دینے والے اور خداوند عالم کے وجود کی دلیل ہوتے ہیں اور تمام انسانوں میں سب سے افضل و بہتر ہوتے ہیں اور اپنے نفس کو اسی طرح نصیحت کرو جسطرح کسی غیر کو نصیحت کرتے ہو۔ اور لوگوں کے ساتھ اس طرح نیکی اور بھلائی سے پیش آؤ کہ اگر مر جاؤ تو کہیں اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْن اور ان لوگوں کی مانند نہ ہو جاؤ جن کی موت پر خدا کا شکر بھیجا جاتا ہے اور تم کو معلوم ہونا چاہیئے خدا پر ایمان لانے کے بعد عقل صحیح انسانوں کے ساتھ خاطر مدارات سے پیش آنا ہے۔

معلوم ہونا چاہیئے کہ بلا امر بالمعروف کے معاشرت میں کوئی خوبی نہیں ہے اور یقینی ان سے معاشرت خلوص کو راستہ ملتا ہے کیونکہ یہ انبیا رہے لوگوں سے معاشرت کی اور قوم کے ساتھ معاشرت کی خداوند عالم تے اپنے کلام سے بہتر کوئی چیز خلق نہیں کی اور کلام

Presented by Ziaraat.Com

کلام سے بدتر کوئی چیز خلق نہیں کی۔ کلام انسان کو سفید رو بھی کرتا ہے اور سیاہ رو بھی یاد رکھو جب تک تم کلام نہیں کرتے وہ تمہارے قبضہ میں ہے اور جب کلام کیا تو وہ دوسروں کا ہو گیا پس اپنی زبان بند رکھو۔ تم دنیا سے چھٹکارا نہیں پا سکتے جب تک خدا کی طرف سے اعانت نہ ہو پس اپنے نفس کو استغنا کے ذریعہ رد کو جس نے خطا کی وجوہات کو جان لیا وہ خطا سے بری رہے گا اور جس نے عواقب پر بلا نظر ڈالے ہوئے بغیر کلام کیا وہ ندامت سے دوچار ہوگا۔ پس عاقل وہ ہے جو عواقب پر نظر ڈال کر قدم بڑھائے اور انقلاب زمانہ پر عاقلانہ نظر رکھے زمانہ ابھی تمہارے قبضہ میں ہے پس میری وصیت کو غور سے سنو اور سمجھو اور اپنے کو صفاحت سے بچاؤ یہ بہترین عقل مندی ہے۔ اے فرزند یاد رکھو کہ کبھی اپنی نیکی کو برائی سے نہ بدلو کیونکہ یہ تمہاری عمر پر غیر معمولی بوجھ ہوگا اور اپنی قوت سے اپنی کمر پر بوجھ ڈال کر اس کو نہ توڑو کیونکہ تمہیں قیامت میں حشر و نشر کا سامنا کرنا پڑے گا پس لازم ہے کہ معاد کے لئے سرمایہ جمع کرو کیونکہ بہرحال تم کو حساب دینا ہے اور اس کے لئے اپنے نفس کو اپنے قابو میں کرو قبل اس کے کہ تم وہاں پہونچو اور اہل فقر و فاقہ کی اعانت کرو کہ وہ قیامت کے دن جب تم محتاج ہو گے تو وہ تمہارا زاد راہ کے لوٹانے والے ہوں گے۔

اے فرزند وہ کبھی ہلاک نہیں ہوتا جو اپنی قدر کو پہچانتا ہے اور جس نے اپنی خواہشات کو رد کا اس کے کل امور احسن طریقہ پر اتمام پذیر ہوں گے ہماری احتیاط تمکو فائدہ پہنچانے والی ہے۔ سب سے غنی وہ شخص ہے جس نے حرص سے پرہیز کیا اور اپنے فقر پر قناعت کی۔ قربا کی مودت تم کو فائدہ پہنچانے

Presented by Ziaraat.Com

والی ہے اپنے بھائی، والد اور والدہ کے ساتھ نیک سلوک کرتے رہو۔ یہ جان لو کہ ہر بھائی ماں اور باپ کی طرح مہربان نہیں ہوتا۔ اور خبردار اپنے دشمن پر کبھی بھروسہ نہ کرنا جس نے اپنے خلق کو گرایا اس نے اپنے نفس کو تباہ کیا احمق کی مجالس نحوست و بدقسمتی ہے حق کو شرفا یا وضع سے حاصل کرو۔ جس نے ترکِ دعا کا قصد اور حق سے تجاوز کیا اس نے مذہب کو ضائع کیا۔ جس نے شدید تکلیف و بیماری اٹھائی اس نے نجات پائی جو تندرست رہا وہ راہِ حق سے ہٹا رہا۔ مایوسی اور طمع انسان کو ہلاک کرنے والی ہے۔ حکم سے عدول نہ کرو کیونکہ عدول حکم مسلم کے لئے لباس شر ہے جس نے غدر کیا وہ فسادِ کثیر کا سبب بنا۔

اے فرزند۔ اس خیر میں کوئی لذت نہیں جو تم کو دوزخ کی طرف لے جائے۔ اس خیر سے بہتر کوئی خیر نہیں ہے جو دوزخ سے دور رکھے اور اس شر سے بڑھ کر کوئی شر نہیں جو جنت سے دور رکھے کل نعمتیں جنت کے مقابلہ میں حقیر ہیں اور مصیبت دوزخ کی مصیبت کے مقابلہ میں عافیت ہے۔ اگر قوتِ دنیا چاہتے ہو تو طاعتِ الٰہی سے قوت دو۔ اور کمزور کرنا چاہتے ہو تو اپنے گناہوں کو کمزور کر لو۔

اے فرزند جب تم میں استطاعت ہو تو عورت پر اس کے نفس کے کے خلاف حکومت نہ کرو کیونکہ عورت مثل خوشبو کے ہے اور قہر و غضب کی چیز نہیں ہے۔ اس کی ہر حالت میں نگہداشت کرو اور اگر تم دنیا میں اور اور آخرت میں نیکی حاصل کرو تو طمع سے دور رہو۔ میرے فرزند تم پر سلام ہو اور

Presented by Ziaraat.Com

خدا کی رحمتیں تمہارے شامل حال رہیں

مصنف کتاب محمد حنفیہ تحریر کرتے ہیں کہ یہ وصیت انبیاء و اوصیاء ہی کر سکتے ہیں اور کوئی عام انسان کے قوت میں نہیں ہے کہ اس قسم کی وصیت کر سکے۔ اس لئے کہ اس وصیت کا ہر جملہ شرح چاہتا ہے۔ یہ بالکل حقیقت ہے کہ یہ اخلاقیات کا مقدس سبق ہے اور کیوں نہ ہو کہ یہ کلام افصح الفصحا اور ابلغ البلغا امام الخطبا مسلم روحانیات کا ہے۔ کون شخص اس کا مقابلہ کر سکتا ہے جیسا کہ سید رضی نے نہج البلاغہ کی بابت کہا ہے۔ کہ کلام علی فوق الکلام المخلوق و دون الکلام الخالق ہے۔

محمد حنفیہ اور حسنین علیہم السلام

امیر المومنین حسنین علیہم السلام سے بیحد محبت فرماتے تھے اور ان کی حفاظت میں انتہائی کوشش فرماتے تھے اور جنگ میں جانے سے ان کو روکتے تھے بعض مرتبہ اصحاب سے امیر المومنین نے کہا کہ ان کی حفاظت کرو۔ مجھے خوف ہے کہ نسل رسول منقطع نہ ہو جائے۔ بر عکس اس کے جناب محمد حنفیہ کو برابر جنگ کے لئے بھیجتے تھے۔ یہانتک کہ بعض اصحاب کو حیرت ہوئی اور انھوں نے جناب محمد حنفیہ سے کہا کہ کیا بات ہے کہ علی ہمیشہ تم کو میدان جنگ میں بھیجتے ہیں اور تمہارے بجائے اور تمہارے دونوں بھائیوں حسن اور حسین کو جنگ پر بھیجنے سے گریز کرتے ہیں انھوں نے جواب دیا کہ حسنین مثل آنکھ کے ہیں اور میں ہاتھ ہوں۔ آنکھوں کو بچانے کے لئے ہاتھ کو استعمال کرتے ہیں

Presented by Ziaraat.Com

اِس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کو امامین علیہم السلام سے کسقدر اُنس تھا اور ان کی کتنی قدر و منزلت اُن کی نگاہ میں تھی اور انکو اپنا امام و پیشوا سمجھتے تھے۔ اس میں شک نہیں آپ تمام عمر اسی خلوص و محبت کے ساتھ اپنے دونوں بھائیوں اور اُن کی اولاد کے ساتھ برتاؤ کرتے رہے۔

جناب محمد حنفیہ اور امام حسن علیہ السّلام

امام حسن علیہ السلام کی محمد حنفیہ کو وصیت

اصول کافی کتاب الحجت اور کتاب ابو حنفیہ میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ امام حسن علیہ السلام کی وفات کا وقت قریب ہوا تو آپ نے قنبر سے فرمایا کہ دیکھو باہر دروازہ پر آل محمد کے سوا اور کوئی تو نہیں ہے تو آپ نے فرمایا کہ تم جا کر محمد بن حنفیہ کو بلا لاؤ۔ چنانچہ قنبر گئے اور ان کو پیغام دیا کہ آپ کو نواسۂ رسول امام حسن علیہ السلام یاد فرما رہے ہیں۔ انھوں نے یہ سن کر جلدی سے نعلین کے تسمے باندھے جو صحیح طریقے سے بند نہ سکے اور جلدی جلدی روانہ ہو کر خدمت امام میں پہنچے تو سلام کیا امام حسن نے فرمایا تمہارے سوا کون ہے جو اس کلام کو سُنے جس سے مُردے زندہ ہوتے ہیں اور زندہ مر جاتے ہیں۔ تم علم کے ظرف سے بنے ہو اور چراغ ہدایت کی روشنی بعض حصہ کی بعض سے زیادہ ہوتی ہے۔ تم جانتے ہو کہ اللہ نے اولاد ابراہیم کو امام بنایا اور بعض کو بعض پر فضیلت دی اور داؤد کو زبور عطا

Presented by Ziaraat.Com

کی اور تم کو معلوم ہے کہ بعد رسول خدا بھی یہ ہی طریقہ جاری رہا۔

اے محمد مجھے تمہاری طرف سے حسد کا خوف نہیں ہے خدا نے حسد کا وصف کافروں کے لئے بیان کیا ہے۔ جیسا کہ فرمایا کہ وہ کافر ہیں جو انہوں سے حسد کرتے ہیں۔ بعد اس کے کہ حق ظاہر ہو چکا اور اے محمد بن علی خداوند عالم تم کو شیطان کے قابو سے باہر رکھے کیا میں تمکو بتاؤں کہ تمہارے والد نے تمہارے بارے میں کیا ارشاد فرمایا تھا۔ انھوں نے کہا ضرور بتائیے۔ فرمایا میں نے یوم بصرہ پدر بزرگوار کو کہتے سنا ہے کہ جو چاہتا ہے کہ دنیا و آخرت میں مجھسے نیکی کرے اس کو چاہیئے کہ میرے فرزند محمد سے نیکی کرے۔

اے محمد ابن علی اگر تم چاہو تو میں تمکو آگاہ کردوں اس وقت سے کہ جب تم صُلب پدر میں تھے اے محمد ابن علی کیا تم نہیں جانتے کہ میری وفات کے بعد حسین امام ہوں گے اور خدا کے نزدیک اس کی کتاب میں ہے اور یہ وراثت ہے نبی کی جس کو عطا کیا خدا نے امام حسین کو ان کے نانا باپ کی طرف سے۔ خدا کے علم میں تھا کہ اے نبی ہاشم تم اس تخلیق میں سب سے بہتر ہو پس بنی ہاشم میں سے اس نے محمد کا انتخاب کیا اور محمد نے علی کا انتخاب کیا اور علی نے مجھے منتخب کیا اور میں حسین کو منتخب کرتا ہوں۔

یہ سن کر محمد حنفیہ نے کہا کہ آپ امام ہیں اور وسیلہ ہیں رسول خدا تک پہنچنے کا۔ واللہ میں اسکو پسند کرتا ہوں کہ آپ سے یہ کلام سننے سے پہلے موت آجاتی بمیکر د ما نغ میں وہ کلام ہے۔ جو اس کثیر پانی دکھنے والے

Presented by Ziaraat.Com

اور کہا اے ابن حنفیہ یہ بنی فاطمہ کچھ نہیں بولتے تم کیوں بول رہے ہو میں حسین کو اجازت نہیں دونگی کہ میرے گھر میں حسن کو دفن کرو۔ پس امام حسین واپس ہوئے اور اپنی والدہ کی قبر کے پاس گیا۔

ابن ابی الحدید معتزلی کہتے ہیں کہ جب عائشہ نے لوگوں کا مجمع دیکھا تو خائف ہوئیں کہ آپس میں خونریزی نہ ہو لہٰذا وہ آگے بڑھیں اور کہا کہ یہ گھر میرا گھر ہے میں یہاں کسی کو دفن کی اجازت نہیں دیتی حسین نے کہا کہ انکو جد کے پاس ہی دفن کرونگا۔ اس پر محمد حنفیہ نے امام حسین سے کہا کہ یہ لوگ شرارت پر آمادہ ہیں۔ لہٰذا آپ بقیع میں دفن فرمائیے۔

لیکن مصنف کتاب محمد حنفیہ کہتے ہیں کہ ابن ابی الحدید کا یہ بیان بالکل غلط ہے کہ جناب عائشہ کو فساد کا ڈر ہوا۔ تب انھوں نے دفن کی ممانعت کی۔ تمام تاریخیں یہ بتاتی ہیں کہ جناب عائشہ خود خچر پر بیٹھکر مروان سے مدد کی۔ چنانچہ اس پر جناب محمد حنفیہ نے یہ فرمایا کہ ایک روز اونٹ پر اور ایک روز خچر پر فساد کے لئے نکلیں۔ اور تیر و تبر سے آراستہ ہو کر میں حارج ہوئیں یہاں تک کہ ان کی طرف سے تیروں کی بارش کی گئی اور متعدد تیر جنازہ امام حسن علیہ السلام کے لگے۔ کل تاریخیں اس بات پر متفق ہیں اور اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

ایک غلط روایت اور اس کا تجزیہ

کچھ روایات جناب محمد حنفیہ کے متعلق غلط مشہور ہو گئی۔ ان میں ایک

Presented by Ziaraat.Com

کنویں کی طرح ہے جس کا پانی کثرت سے نکالنے کے بعد بھی کم نہیں ہوتا اور ہوائیں تو نہیں پیدا کرتیں ۔ آپ کے دفضائل مجھے اتنے یاد ہیں کہ وہ کبھی ختم ہونے والے نہیں ہیں ۔ یقیناً امام حسین نے مجھے علم پڑھایا اور مجھے حلیم بنایا اور رسول اللہ سے قریب کردیا ۔ وہ یعنی امام تین فقیہہ تھے ۔ محمد صلعم اللہ وآلہ وسلم نے علی کو امام مقرر کیا اور حضرت علی نے آپ کو امام بنایا اور آپ نے اپنے بعد حسینؑ کو امام مقرر کیا ہیں نے سر اطاعت خم کیا اور جو آپ لوگوں کی رضا ہو میں اس پر راضی ہوں ۔

مصنف کتاب محمد خفیہ لکھتے ہیں کہ محمد خفیہ کی قدر و منزلت اس سے ظاہر ہے کہ انھوں نے دونوں کو اپنا امام تسلیم کیا اد امام حسن نے اپنے بھائی محمد حنفیہ کے لئے کہا کہ شیطان ان پر کبھی حاوی نہ ہو ۔ اور انھوں نے کبھی حسد نہیں کیا

امام حسن علیہ السلام کی تشیع جنازہ

جب امام حسن علیہ السلام کا انتقال ہوگیا تو امام حسین اور محمد خفیہ نے غسل دے کر جنازہ تیار کیا تو تمام بنی ہاشم جمع ہوئے اور جنازہ کو ان کے جد رسول اللہ کے روضہ کی طرف لے کہ چلے کہ ام المومنین عائشہ بنت ابوبکر معہ مروان اور بنی امیہ کے افراد آئے اور بنی ہاشم کو منع کیا کہ جنازہ ان کے جد کے حرم نہ لے جائیں ۔ پس محمد حنفیہ آگے بڑھے اور عائشہ کے سامنے آکر کہا اے عائشہ ایک روز جمل پر بیٹھ کر نکلیں اور آج خچر پر بیٹھ کر بنی ہاشم کی عداوت میں نکلی ہو ۔ بیان کرتے ہیں کہ عائشہ آگے بڑھیں

Presented by Ziaraat.Com

روایت یہ ہے کہ امام حسن علیہ السلام اور جناب محمد حنفیہ سے کسی امر میں رنجش ہوگئی اور کئی مہینہ تک آمد و رفت بند رہی یہاں تک کہ بعض لوگوں نے جناب محمد حنفیہ کو رائے دی اور کہا کہ امام حسن علیہ السلام ان کے بڑے بھائی ہیں لہذا وہ جاکر ان سے صفائی کر لیں اس پر جناب محمد حنفیہ نے فرمایا کہ میں اس پر آمادہ ہوتا مگر مجھکو رسول اللہ کی حدیث یاد ہے جو اس امر مانع ہے لوگوں نے جب دریافت کیا کہ صلح میں رسول کی کون سی حدیث مانع ہو سکتی ہے تو آپ نے کہا کہ رسول خدا کی حدیث ہے کہ اگر دو مومنوں میں رنجش ہو جائے تو جو شخص صلح میں پہل کرے گا وہ اس سے پیشتر جنت میں داخل ہوگا۔ لہذا میں اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا کہ میں امام حسنؑ سے پہلے جنت میں جاؤں۔ یہ اطلاع جب امام حسن کو ہوئی تو وہ خود پہلے صلح کے لئے ان کے گھر پر گئے اور صلح کر لی۔

چونکہ ہمارے اکثر ذاکرین منبر پر اس روایت کو جناب محمد حنفیہ کی تعریف میں بیان کرتے ہیں لہذا اس کا تجزیہ اور اس پر تبصرہ ضروری ہے۔

کسی روایت کے صحیح یا غلط معلوم کرنے کیلئے دو طریقے ہیں ایک ایک درایتاً دوسرے راوی کے متعلق معلوم کرنا کہ وہ روایات کے بیان کرنے میں کہاں تک محتاط ہے۔ اگر روایت درایت پر صحیح اترتی ہے اور راوی بھی ثقہ ہے تو اس کو مانا جائے گا ورنہ نہیں۔

اب یہ دیکھتے ہیں کہ یہ روایت درایت پر پوری اترتی ہے یا نہیں۔

پہلی تنقیح۔ جہاں تک حدیث کا تعلق ہے اس کے صحیح ہونے میں کوئی

Presented by Ziaraat.Com

شک نہیں ہے کیونکہ یہ حدیث تو ائمہ کی حد تک ہے۔ لیکن حدیث کے الفاظ یہ ہیں "کہ جب دو مومنوں میں رنجش ہو تو جو مومن پہل کرے گا وہ پہلے جنت میں جائے گا۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ کیا جناب امام حسن علیہ السلام اور جناب محمد حنفیہ دو برابر کے مومن تھے۔ ظاہر ہے کہ ایسا نہیں ہے تو پھر یہ حدیث ان پر پوری کیوں کر اترے گی کیونکہ امام افضل اور ماموم مفضول ہوتا ہے لہٰذا برابری کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

تنقیح نمبر ۲ - جناب محمد حنفیہ آغوشِ امیرالمومنین کے تربیت یافتہ ان کو یہ حدیث تو یاد رہی لیکن وہ دو حدیثیں کہ حسنین جوانانِ اہلِ جنت کے سردار ہیں اور یا علی سب سے پہلے جنت میں میں تم فاطمہ اور حسن حسین داخل ہوں گے ان کو یاد نہیں رہیں اور وہ یہ نہ سمجھے کہ سردارِ جنت سے پہلے جنت میں جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا پھر جبکہ رسول ارشاد فرما گئے کہ سب سے پہلے میرے ساتھ تم فاطمہ اور حسنین داخل جنت ہوں گے تو ان سے پہلے جنت میں جانے کا امکان ہی کب ہو سکتا تھا جو وہ یہ سوچتے کہ صلح کرنے میں پہل کرنے سے پہلے جنت میں جاؤں گا۔

تنقیح نمبر ۳ - یہ امر ظاہر ہے کہ اگر شہادت امیرالمومنین ہے تو ظاہر ہے کہ امام علیہ السلام امام وقت تھے اور امام وقت سے رنجش کیا معنی کوئی خیال بد بھی لانا انحراف کے مترادف ہے نہ کہ تین مہینہ تک آمد و رفت کا بند رکھنا اگر انھوں نے ایسا کیا تو اس کے یہ معنی ہیں کہ معاذ اللہ اتنے عرصے تک امام سے منحرف رہے اور ایسے عظیم گناہ کبیرہ کے مرتکب ہوتے

Presented by Ziaraat.Com

رہا ہے جبکہ امیر المومنین نے فرمایا میرے فرزندوں میں ۴ محمد ہوں گے محمد بن حنفیہ، محمد اصغر ابن علی، امام محمد باقر اور امام محمد تقی علیہم السلام جن سے ایک لمحہ کے لئے بھی کوئی لغزش تک نہیں ہوگی اس قول کے بعد اس کی کوئی قدر باقی رہ سکتی ہے اور کیا یہ تصور بھی ہو سکتا ہے کہ قول امیر المومنین معاذ اللہ غلط تھا۔

تنقیح نمبر ۴، حکم شرع یہ ہے کہ مومن آپس میں تین روز سے زیادہ رنجش نہ رکھے۔ کیا یہ ممکن ہے کہ یہ دونوں حضرات اس حکم شرع کے خلاف کئی ماہ تک رنجش رکھ سکتے تھے۔ خاص کر خود امام حسن علیہ السلام جو خود امام تھے اور حکم شرع پر لوگوں کو چلانے والے تھے خود اس پر عمل پیرا نہ ہوتے۔

ان تمام تنقیحات کے بعد نتیجہ بالکل ظاہر ہے کہ یہ روایت بالکل موضوع ہے اور اس کی کوئی اصلیت نہیں ہے۔

اب رہا روایت کے متعلق تو جن صاحب نے یہ روایت نقل فرمائی ہے انھوں نے خود آخر میں لکھا ہے کہ یہ روایت غلط ہے اور اس کے راوی غیر معتبر ہیں۔ اس کے بعد اس روایت کا ایک شیعہ ذاکر کا بیان کرنا کہاں تک جائز ہو سکتا ہے اور وہ جناب محمد حنفیہ کی تعریف نہیں تنقیص ہے یہ ویسی ہی روایت ہے جیسے یہ کہا جاتا ہے کہ آپ نے معاذ اللہ دعوۂ امامت کیا انشاء اللہ اپنی جگہ گفتگو ہوگی۔ اس قسم کی روایات دشمنوں نے وضع کر کے ان تینوں کو بدنام کرنا چاہا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

جناب محمد حنفیہ اور امام حسین علیہ السلام

جناب محمد حنفیہ جس طرح امام حسین علیہ السلام سے محبت کرتے تھے اور اُن کی تعظیم و تکریم کرتے تھے وہ ایک مثالی چیز تھی اپنے والد کی وصیت پر پوری طرح عمل درآمد فرماتے تھے۔ بعض مورخین نے آپ کی بابت بہت سی غلط باتیں تحریر کردی ہیں جس کا کوئی وجود نہیں تھا۔ چنانچہ ابویوسف بن محمد العلوی نے اپنی کتاب "الف ب" میں ایک روایت لکھتے ہیں کہ روایت ہے کہ امام حسن و حسین علیہ السلام سے اور جناب محمد حنفیہ سے بحث ہوگئی اور دونوں ناراض ہو کر الگ ہو گئے اور محمد حنفیہ نے اپنے مقام پر پہنچنے کے بعد امام حسین علیہ السلام کو خط لکھا جس کا ترجمہ درج ذیل ہے۔ لکھتے ہیں کہ یہ خط محمد بن علی ابی طالب کی طرف سے ہے۔ اما بعد اس میں شک نہیں کہ آپ صاحب شرف و فضل ہیں ہمارے والد علی ہیں جس میں میرے اور آپ کے درمیان کوئی فضیلت نہیں ہے۔ لیکن والدہ جناب فاطمہ زہرا بنت رسول اللہ ہیں اور گو میری ماں کے برابر کوئی عورت نہیں ہے لیکن آپ کی والدہ کا کوئی مقابلہ نہیں ہے۔ پس جب میرا یہ خط آپ پڑھیں تو اپنی ردا دوش پر ڈال کر اور نعلین پہن کر میرے پاس آئیے اور مجھ سے رضامند ہو جائیے۔ لہٰذا اس امر میں سبقت فرمائیے یعنی آپ مجھ سے افضل ہیں۔

اسی طرح کی ایک روایت ابواسحٰق الحضری اپنی کتاب "زہرالادب"

Presented by Ziaraat.Com

جلد ۱ صفحہ ۹۹ پر امام حسن کے متعلق لکھتے ہیں کہ جناب محمد حنفیہ سے اور امام حسن علیہ السلام سے رنجش ہو گئی تو محمد حنفیہ نے جناب امام حسن علیہ السلام سے رنجش ہو گئی تو محمد حنفیہ نے جناب امام حسن کو خط لکھا جس کا مضمون بھی وہی ہے جو اوپر لکھا گیا۔

لیکن جیسا کہ ہم گزشتہ صفحات پر لکھ آئے ہیں کہ اس قسم کی روایات کی صحت نہ درایتاً صحیح ہے نہ عقیدتاً وہ امام حسین کے ساتھ ہو یا امام حسن کے ساتھ۔ کیونکہ یہ خلاف عقل بات ہے کہ امام اور ماموم کے درمیان اس طرح کے واقعات پیش ہوں کیونکہ امیرالمومنین علیہ السلام نے بتا دیا تھا کہ یہ حضرات معصوم ہیں اور ان کی اطاعت واجب ہے۔ دوسری طرف حسنین علیہ السلام سے بھی امیرالمومنین محمد بن حنفیہ سے محبت کرنے کی وصیت فرما گئے تھے چونکہ امیرالمومنین ان دونوں کی اطاعت کا حکم دے گئے اور ان سے مخالفت کو منع فرما گئے تھے ایسی صورت میں یہ ناممکن تھا کہ محمد حنفیہ اس کی تعمیل نہ کرتے جناب صادق آل محمد ارشاد فرماتے ہیں کہ جناب امام حسین علیہ السلام امام حسن علیہ السلام سے سر اونچا کر کے کبھی بات نہیں کرتے اور محمد حنفیہ حسنین کے سامنے کبھی سر اونچا کر کے بات نہیں کرتے تھے۔ اس صورت میں یہ کیسے یقین کیا جا سکتا ہے کہ جناب محمد حنفیہ اپنے بھائی جو امام مفترض الطاعت تھے اس قسم کا برتا کرتے جب کہ چھوٹے یا بڑے کی تعظیم واجب ہے لہٰذا یہ روایت بالکل موضوعات میں تھے اور ان کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

اس واقعہ کے بعد سید الشہداء نے مدینہ چھوڑنیکا ارادہ فرمایا تو محمد حنفیہ تشریف لائے اور حدیث امام میں عرض کیا کہ برادرِ معظم آپ سے تمام لوگ بے حد محبت کرتے ہیں مجھے ڈر ہے کہ آپ کو قتل کر دیں ان لوگوں نے آپ کے والد کو کیسی اذیتیں دیں امام حسینؑ نے فرمایا اے بھائی میرا رکنا ممکن نہیں تو محمد حنفیہ نے عرض کیا کہ آپ مکہ معظمہ تشریف لے جائیں کہ وہ جائے پناہ ہے وہاں کوئی راستہ نکل آئے گا. اور اگر وہاں بھی کوئی چارہ نہ ہو تو آپ کوہ دشت کی جانب نکل جائیں اور ایک شہر سے دوسرے شہر میں منتقل ہوتے رہیں. یہانتک کہ حالات موافق ہوں.

طبری جلد ۳ صفحہ ۱۹۰ پر ہے کہ آپکے بھائی محمد حنفیہ آپ کے پاس آئے اور عرض کیا کہ دنیا میں آپ سب سے زیادہ مجھے عزیز ہیں اور میرے نفس و روح اور آنکھ کی روشنی ہیں اور اہل بیت کے بزرگ ہیں آپ کی اطاعت واجب ہے. پروردگار عالم نے آپکو مشرف فرمایا ہے اور جنت کا سردار بنایا ہے پھر آپ مکہ تشریف چلے جائیں یا پھر یمن چلے جائیں وہاں آپ کے شیعہ ہیں جو آپ کی مدد کرینگے یا پھر پہاڑ و صحرا کی طرف چلے جائیں اور ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتے رہیں. یہانتک کہ پروردگار عالم آپکے اور ظالمین کے درمیان فیصلہ فرمائے. امام حسینؑ نے فرمایا بھائی مجھے دنیا کے کسی گوشے میں اماں نہیں ہے محمد حنفیہ خاموش ہو گئے اور امام حسینؑ سے گلے مل کر دونوں روئے یہانتک کہ دونوں کو غش آ گیا. پھر فرمایا بھائی تم کو خدا جزائے خیر دے کہ تم نے مجھ کو نیک مشورہ دیا. میں مکہ روانہ ہو رہا ہوں. میرے بھائی اہل بیت اور میرے

Presented by Ziaraat.Com

دوست میرے ساتھ جائیں گے لیکن تم مدینہ میں قیام کرو اور یہاں کے حالات کی نگرانی کرتے رہو۔

روانگی کے وقت امام حسین کی محمد حنفیہ کو وصیت

اپنی روانگی سے قبل امام حسینؑ کاغذ قلم دوات طلب فرمائی اور محمد حنفیہ کو وصیت لکھی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ وصیت ہے حسین ابن علی کی اپنے بھائی محمد معروف بہ ابن حنفیہ تحقیق کہ حسین شہادت دیتا ہے کہ اللہ وحدہٗ لاشریک ہے اور محمدؐ اسکے بندے اور رسول ہیں۔ حق کی طرف سے حق آگیا اور حقیقت دنیا جس میں قیامت کا آنا حق ہے اور خدا سب کو قبروں سے اٹھائیگا۔ اور یقینی میں نہ کسی شر کے لئے نکلا ہوں نہ کسی برائی اور فساد کے لئے نہ میں ظالم ہوں۔ اور امت کی اصلاح کے لئے وطن چھوڑ رہا ہوں کہ میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کروں۔ میں نے حق کو قبول کیا۔ اور میں اس پر چلوں گا میں نے اپنے جد اور اپنے والد علیؑ کی سیرت اختیار کی ہے۔ اور صبر کروں گا یہاں تک خدا میرے اور قوم کے درمیان فیصلہ کرے اور وہ بہترین حاکموں میں بہترین حاکم ہے۔ یہ وصیت تم کو کرتا ہوں اور خدا سے نیک توفیق کا طالب ہوں اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں پس آپ نے خط ختم کر کے جناب محمد حنفیہ کے پاس بھیجدیا۔

یہ وصیت فرما کر سید الشہداء اپنے سفر پر روانہ ہو گئے اور جناب محمد حنفیہ مدینہ

Presented by Ziaraat.Com

میں مقیم رہے۔

محمد حنفیہ کا امام حسینؑ کی معیت میں نہ جانے کے اسباب

یہ ایک اہم سوال ہے کہ جناب امام حسینؑ سے اتنی محبت ہونے کے باوجود آپ امام حسینؑ کے ساتھ کربلا کیوں نہیں گئے۔ جبکہ کل خاندان آپ کے ساتھ گیا۔ آپؑ کے کل بھائی بھتیجے بھانجے سب گئے تو کیا خاص سبب تھا جس کی بناء پر ساتھ نہیں گئے۔ مورخین نے اس کے متعدد اسباب لکھے ہیں چنانچہ جناب الشیخ جعفر نقوی اپنی تصنیف زینب کبریٰ میں تحریر کرتے ہیں چونکہ آپ کے ہاتھ اپنے والد کے زمانہ میں زرہ کے پھاڑنے سے بیکار ہو گئے تھے اور تلوار نہیں پکڑ سکتے تھے اس لئے آپ ساتھ نہیں گئے۔ بعض کا قول ہے کہ آپ اس وقت علیل تھے مثلاً عبداللہ ابن جعفر کے اس وجہ سے ساتھ نہیں جا سکے۔

ہو سکتا ہے کہ یہ ظاہری اسباب بھی ہوں لیکن حقیقت یہ ہے سید الشہداء ایک خاص مقصد یعنی شہادت کے لئے جا رہے تھے اور جو شہید ہونے والے تھے صرف ان کو ساتھ لیا چونکہ حکم الٰہی سے آپ کا نام فہرست شہداء میں نہیں تھا۔ لہٰذا خود سید الشہداء انکو ساتھ نہیں لے گئے جیسا کہ رخصت ہوتے وقت آپ نے فرمایا تھا کہ تم مدینہ ہی میں رہو اور یہاں کے حالات پر نظر رکھو ظاہر ہے اس حکم امام کے بعد آپ کے جانے کا کوئی سوال ہی باقی نہیں رہتا یہ سوال تو اس وقت ہو سکتا تھا کہ خود جناب محمد حنفیہ نے جانے سے گریز کیا ہوتا۔ لیکن جب حکمِ امام ہی نہ تھا تو کیونکر جا سکتے تھے۔ خود امام نے جو کہ ساتھ نہ لے

Presented by Ziaraat.Com

جانے کی ایک وجہ اوپر لکھی جا چکی دوسری وجہ جو میرے بزرگ و پیشوا جناب سرکار ناصر الملت مولانا السید ناصر حسین صاحب قبلہ اعلی اللہ مقامہ نے ارشاد فرمایا وہ بھی ایک عظیم وجہ تھی۔ آپ نے فرمایا کہ جناب سید الشہداء جنگ کی غرض سے نہیں بلکہ حصول شہادت کے لئے نکلے تھے اور آپ کا ہر فعل اسی کے تحت میں تھا۔

اس وقت خود جناب سید الشہداء کے علاوہ آپ کی فوج کا ہر فرد شجاعت میں یکتا تھا مگر اس وقت پورے عرب میں تین اشجع العرب مشہور تھے جن کی شجاعت کا سکہ پورا عرب مانے ہوئے تھا۔ وہ محمد حنفیہ۔ مسلم بن عقیل اور جناب عباس ابن علیؑ تھے۔ یہ بالکل طے تھا کہ اگر یہ تینوں یکجا ہو جاتے تو کوئی طاقت ان پر فتح نہیں پا سکتی تھی اور یہ تینوں مل کر فوجِ شام کا خاتمہ کر دیتے۔ ظاہر ہے کہ جب مسلم ابن عقیل عالم غربت میں یک و تنہا فوجوں کے دل کے دل ختم کر دے اور آخر میں کوفے کے سالار کو یہ کہنا پڑا کہ جنگ کسی کوفے کے مقابل سے نہیں بلکہ علیؑ کے بھتیجے اور شاگرد سے ہے۔ اور مکر سے کام لے کر زیر کیا۔ ادھر کربلا میں عباسؑ کو صرف پانی کے لئے جنگ کا حکم تھا جو فوج کے پرے کے پرے صاف کر دیئے اور جب تک زندہ رہے۔ عمر سعد کو فتح کی امید نہ تھی۔ یہ سید الشہداء کی سیاست و تدبر کا اعلیٰ ترین مظاہرہ تھا کہ ان تینوں کو ایک نہ ہونے دیا۔ محمد حنفیہ کو مدینہ میں قیام کا حکم دیا۔ مسلم کو کوفہ بھیجدیا اور عباس کو اپنے ساتھ لیا۔ اور اس طرح دنیا کو بتا دیا کہ آپ کا مقصد جنگ نہیں بلکہ شہادت حاصل کرنا تھا۔ اور یہ بالکل حقیقت ہے کہ سید الشہداء کا یہ اقدام وہ زبردست

Presented by Ziaraat.Com

اقدام تھا کہ جس نے دنیا کو یہ منوا دیا کہ آپ کا ارادہ کیا تھا۔ اس صورت میں جناب محمد حنفیہ کا ساتھ نہ جانا بموجب حکم امام تھا جس پر عمل واجب تھا اور آپ کے لئے بجز رک جانے کے اور کوئی چارہ نہ تھا۔ چنانچہ آپ مدینہ میں مقیم رہے ادھر سید الشہدا مراحل سفر طے کرتے ہوئے کربلائے معلیٰ پہونچے اور ۱۰ محرم ۶۱ھ کو وہ عظیم الشان واقعہ رونما ہوا جس سے زمین و آسمان تزلزل میں آگئے۔ شمس و قمر میں گہن لگا اور عصر کے وقت سجدہ آخر ادا کرتے ہوئے وعدہ طفلی ادا کیا اور اہل بیت اسیر ہو کر دمشق کے زندان تاریک میں قید ہوئے۔

ادھر مدینہ میں جناب ام سلمہ کو رسول خدا نے خواب میں نواسہ کی شہادت کی اطلاع دی۔ رسول خدا کی دی ہوئی مٹی خون ہو گئی۔ مدینہ میں کہرام مچ گیا جناب محمد حنفیہ بھائی کے غم میں سوگوار ہوئے۔

محمد حنفیہ اور امام زین العابدین علیہ السلام

جب قید کے سخت مصائب برداشت کر کے اہل بیت کا لٹا ہوا قافلہ مدینہ واپس ہوا اور جناب سید سجاد مدینہ کے باہر قیام پذیر ہوئے اور بشیر نے مدینہ پہنچکر آمد کی اطلاع دی اس وقت مدینہ کی حالت مورخین لکھتے ہیں کہ مدینہ کے ہر گھر میں ایک کہرام مچا تھا عورت مرد جوان بوڑھے بچے سب چیخیں مار مار کر رو رہے تھے محلہ بنی ہاشم ماتم کدہ بنا ہوا تھا جناب ام سلمہ اور جناب ام البنین روضۂ رسول پر زار و قطار روتی ہوئی پہنچیں فریاد و آہ گنبد خضرا لرز اٹھا جناب محمد حنفیہ بیمار تھے خبر سنتے ہی خادم کے سہارے سے باہر نکلے

Presented by Ziaraat.Com

سیاہ علم دیکھ کر دل ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا صاحب مناقب اور ابو حنیفہ المصری اپنی کتاب المناقب والمثالب صفحہ ۱۱۱ پر لکھتے ہیں کہ جس وقت مدینہ میں بشیر نے آمد سید سجاد کی اطلاع دی تو ہر گھر سے شیون وشیین کی آوازیں بلند ہوئیں تو محمد حنفیہ نے دریافت کیا کہ یہ کیسا شور رہے تو آپ کے غلام نے کہا اے فرزند امیر المومنین آپ کے بھائی حسینؑ شہید ہو گئے اور قافلہ مدینہ کے باہر رکا ہوا ہے۔ اس وقت آپ بخار میں تھے فوراً غلام کے سہارے باہر نکلے اور مدینہ سے باہر نکلکر جناب سید سجاد کے پاس پہنچے اور ان سے لپٹ کر اتنا روئے کہ غش کھا کر گر پڑے جب ہوش آیا تو جناب سید سجاد سے کہا کہ میرا بھائی میری جان و روح میرا حسینؑ کیا ہوا جناب سید سجاد نے کہا کہ بچاوہ مجھے وانع دے گئے اور کربلا کے میدان میں تین روز کی بھوک و پیاس برداشت کر کے شہید ہو گئے ان کے ساتھ اعوان و انصار بھی آہ اگر آپ اس وقت ہوتے اور اپنے بھائی کی حالت دیکھتے کہ وہ استغاثہ پر استغاثہ بلند کر رہے تھے۔ اور کوئی ان کی مدد کرنے والا نہ تھا جناب محمد حنفیہ بحر زار و قطار روتے تھے ہائے میرے بھائی کو دھوکے سے بلایا ان کی مدد کا وعدہ کیا پھر کسی نے ان کی مدد نہ کی اور ان کو قتل کر دیا۔ اس کے بعد قافلہ اہل بیت کے ساتھ مدینہ میں داخل ہوئے اور روضہ رسول پہ جا کر فریاد کی کہ یا رسول اللہ آپکی امت نے آپ کے اس نواسہ کو جس کو آپ نے لعاب دہن چوسایا تھا جسکے ناز و نعم برداشت کئے تھے اس کو آپ کی امت نے بھوکا پیاسا دشت عرفات میں قتل کر دیا۔ اس کے بعد آپ جناب سید سجاد کے

Presented by Ziaraat.Com

مدینہ ہی میں مقیم رہے اور بھتیجے کی دلدہی کرتے رہتے تھے۔ یہ امر ظاہر ہے کہ محمد حنفیہ کو جو الفت و محبت اپنے بھائی جناب سید الشہدا سے تھی اس کا تقاضا بھی یہ تھا کہ اُن کی اولاد سے انتہائی الفت و محبت ہو پھر جناب امیر المومنین بتا گئے تھے کہ بعد حسین سید سجاد امام وقت ہوں گے لہٰذا بحیثیت امام کے ان کی نگہداشت کرنا اور اطاعت کو اپنا فرض سمجھنا یقینی تھا۔ چنانچہ آپ نے ہمیشہ سید سجاد کو اپنا امام اور پیشوا سمجھا۔ اور ان کی بحیثیت امام کے اطاعت واجب جانی۔ کچھ مورخین نے جیسا کہ بیشتر ذکر ہو چکا آپ پر یہ غلط الزام لگایا کہ آپ نے دعوت امامتہ کیا۔ لیکن تاریخ گواہ ہے کہ یہ آپ پر سراسر بہتان تھا۔ آپ کے دعوۂ امامت کے ثبوت میں جو واقعہ پیش کیا جاتا ہے وہ ایک امام زین العابدین کے معجزہ کو ثابت کرتا ہے نہ کہ محمد حنفیہ کے دعوئ امامت کو واقعہ حسب ذیل ہے

سید ہاشم بحرانی اپنی کتاب مدینۃ المعاجز صفحہ ۲۹ پر اور مناہل العرفان فی علوم القرآن صفحہ ۳ پر جناب صادق آل محمد سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ ایک روز جناب محمد حنفیہ خدمت امام زین العابدین میں آئے اور کہا اے بھتیجے آپ کو معلوم ہے کہ رسول اللہ نے اپنے بعد اپنا وصی علی ابن ابیطالب کو بنایا اور انھوں نے اپنے بعد امام حسنؑ کو اور انھوں نے اپنے بعد امام حسینؑ اپنا وصی اور جانشین بنایا اب جبکہ آپ کے والد نے شہادت پائی اور میں فرزند علی ہوں اور آپ سے سن میں بزرگ ہوں لہٰذا اب اس عہدۂ جلیلہ کا حقدار میں ہوں۔ جناب سید سجاد نے ارشاد فرمایا کہ خدا سے خوف کھایئے اور ایسا دعویٰ

Presented by Ziaraat.Com

نہ کیجئے جو آپ کا حق نہیں ہے مجھے ڈر ہے کہ کہیں آپ کا شمار جاہلین میں نہ ہو جائے۔ آپ کو معلوم ہے کہ میرے پدر بزرگوار نے عراق جانے سے قبل اعلان فرما دیا تھا کہ اُن کے بعد امامت مجھے ملیگی اور حکم الٰہی بھی یہ ہی کہ بعد حسین میں امام منصوص من اللہ ہوں۔ بہتر ہوگا کہ اس کا تصفیہ ہم دونوں حجر اسود سے چل کر کرائیں تاکہ حق روشن ہو جائے۔ جناب صادق آل محمد فرماتے ہیں کہ یہ گفتگو مکہ میں ہوئی پس یہ دونوں حضرات حجر اسود کے سامنے گئے اور جناب علی ابن حسینؑ نے جناب محمد حنفیہ سے کہا کہ آپ جا کر حجر اسود سے کہیئے کہ وہ حکم خدا سے گویا ہو کر بتلائے کہ امامت کس کا حق ہے چنانچہ محمد حنفیہ آگے بڑھے اور حجر اسود سے مخاطب ہو کر کہا کہ حجر اسود حکم خدا سے گویا ہو اور بتا کہ امامت علی ابن حسین کا حق ہے یا میرا لیکن حجر اسود سے کوئی جواب نہ ملا تب جناب علی ابن حسین آگے بڑھے اور کہا اے چچا جب کہ حجر اسود نے آپ سے کلام نہیں کیا تو امام کیونکر ہو سکتے ہیں محمد حنفیہ نے کہا کہ اچھا آپ دریافت فرمائیے۔ پس امام زین العابدین نے بارگاہ الٰہی میں دست دعا بلند فرمائے اور عرض کیا کہ مالک تیرے پاس میثاق انبیا و اوصیا ہے تو حجر اسود کو حکم دے کہ وہ بتائے کہ حق امامت کس کو ہے۔ آپ کا یہ کہنا تھا کہ حجر اسود کو جنبش ہوئی یہاں تک کہ معلوم ہوتا تھا کہ اپنی جگہ سے الگ ہو جائے گا پھر حکم خدا سے گویا ہوا کہ اللہ واقف ہے کہ امامت و وصایت بعد حسین علی ابن حسین کا حق ہے اور وہ ہی امام منصوص من اللہ ہیں۔ یہ سن کر جناب محمد حنفیہ قائل ہو گئے اور واپس آئے۔

جناب شیخ مفید فرماتے ہیں کہ جناب محمد حنفیہ کا یہ فعل حقیقت میں خود دعوۂ

Presented by Ziaraat.Com

امامت نہ تھا بلکہ جناب زین العابدین کی امامت کو آشکار کرنا تھا تاکہ لوگ یہ یقین کرلیں کہ امام آپ ہی ہیں اور امام منصوص من اللہ ہوتا ہے۔ یہ کہ آپ کا فیل اسی طرح طرح سے تھا جس طرح عباس ابن عبدالمطلب نے وراثت رسول کا دعویٰ کر کے یہ ثابت کیا تھا کہ وراثت رسول کے حقدار اہل بیت رسول ہیں۔ محمد حنفیہ کی امامت کے متعلق جو شکوک پیدا ہوئے وہ اصل میں خروج امیر مختار کے سلسلے میں ہوئے مختار جناب محمد حنفیہ سے اجازت لیتے تھے لوگ یہ سمجھے کہ محمد حنفیہ نے امامت کا دعویٰ کیا حالانکہ نہ آپ نے کبھی دعویٰ امامت کیا اور نہ کسی سے کہا کہ وہ ان کو امام سمجھیں ایک فرقہ البتہ پیدا ہوا جو امامت محمد حنفیہ کا قائل ہوا اور وہ فرقہ الکفیانیہ۔

یہ فرقہ بعد شہادت حسینؑ پیدا ہوا۔ اور پھر یہ فرقہ دو فرقوں میں تقسیم ہو گیا۔ ایک فرقہ کا عقیدہ تھا کہ بعد امام حسینؑ محمد حنفیہ امام ہیں اور ان کے بعد امام جو ہیں وہ مہدی علیہ السلام ہیں جو غائب و منتظر ہیں اور جبل رضوی میں غائب ہیں اور رسولخدا اور امیرالمومنین کا یہ ارشاد پیش کرتے ہیں۔ کہ وہ آخر زمانہ میں ظہور کریںگے اور دنیا کو عدل و انصاف سے بھر دینگے۔ جبکہ وہ ظلم و جور سے بھری ہوگی اور دوسرا فرقہ لکھتا ہے کہ محمد حنفیہ بعد امام حسین امام ہیں اور ان کے بعد ان کے لڑکے ہاشم امام اس واقعہ کو شہرستانی نے اپنی کتاب ملل والنحل میں لکھا ہے۔ جناب شیخ مفید نے اپنی کتاب العضول میں اس پر مفصل بحث کی ہے جس کو جناب سید مرتضیٰ نے نقل کیا ہے اور ان سے جناب علامہ مجلسی نے بحارالانوار جلد ۹ صفحہ ۱۸۱ پر نقل کیا ہے۔ چنانچہ جناب شیخ مفید تحریر فرماتے ہیں کہ فرقہ امامیہ میں جو سب سے پہلے حق سے جدا ہوا وہ فرقہ الکیسانیہ تھا جو اصحاب مختار میں سے تھے

Presented by Ziaraat.Com

ان کی یہ دلیل کہ امیر المومنین نے جنگ کے موقع پر اپنا فرزند فرمایا اور علم دیا بالکل جاہلانہ دلیل ہے آپ کے اس کلام کو نص امامت قرار دینا امر جہالت پہ مبنی ہے۔ کیونکہ وہ آپ کے فرزند تھے لیکن فرزند ہونے کے یہ معنیٰ کہاں سے نکلے کہ آپ امام تھے۔

آپ نے مخصوص طریقے سے اپنا فرزند اس لئے فرمایا تاکہ حسنین علیہم السلام میں اور وہ اپنے میں فرق سمجھ لیں کہ وہ اولادِ رسول ہیں اور یہ صرف علیؑ ہی کے فرزند ہیں اور ان کی برابری کرنے کا کبھی ارادہ نہ کریں۔ علمدارِ لشکر بنانے سے بھی امامت کا کوئی تعلق نہیں علمدار فوج بنا کر آپ نے محمد حنفیہ کی شجاعت لوگوں پر ظاہر کردی۔ لہٰذا امیر المومنین کی یہ عطا اس بات کی دلیل نہیں تھی کہ امامت انکو ملیگی رسول خدا نے جو امیر المومنین کو علم عطا فرمایا وہ بھی آپ کی امامت کی دلیل نہیں تھا کیونکہ حضرت علی کے علاوہ جناب حمزہ اور جعفر طیار بھی علمدار لشکر رہے ہے۔

اس کے علاوہ جناب محمد حنفیہ اس امر سے واقف تھے کہ امام کے لئے عصمت ضروری ہے اور وہ معصوم نہیں ہے پھر جبکہ خود امیر المومنین نص فرما گئے کہ امامت نسل حسین میں رہے گی ایسی حالت میں جناب محمد حنفیہ کبھی ایسی حرکت کر ہی نہیں سکتے تھے اگر وہ ایسا کرتے تو قول امیر المومنین غلط ہو جاتا کیونکہ آپ نے فرمایا کہ میرے یہاں چار محمد ہیں جنہوں نے ایک لمحہ کے لئے بھی حق سے روگردانی نہیں کی اور ان میں محمد بن حنفیہ سرفہرست ہیں۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ جناب محمد حنفیہ نے کبھی دعویٰ امامت نہیں کیا۔ اور فرقے ان کو امام ماننے لگے وہ بہک گئے ہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

اور مختار ہی نے ان کا نام کیسان رکھا اور اس نام سے اس وجہ سے موسوم ہوا کہ جب یہ پیدا ہوئے تو ان کے والدین ان کو امیرالمومنین کے سامنے لے گئے اور امیرالمومنین نے ان کے سر پہ ہاتھ رکھا اور فرمایا۔ کیس کیس۔ اس طرح اس کا یہ نام پڑا۔ اور ان میں فرقہ پیدا ہوا اور بعد شہادت سیدالشہدا خونِ حسین کا بدلہ لینے اس فرقہ کو قائم کیا۔

جناب شیخ مفید فرماتے ہیں کہ ہم کو اس نام کی حقیقت معلوم ہے اور نہ اس کے معنیٰ کی تحقیق ہے۔ یہ گروہ جناب محمد حنفیہ کو امام مہدی مانتا ہے اس کا عقیدہ ہے کہ آپ ہی حضرت قائم ہیں اور انتقال نہیں کیا اور نہ انتقال کریں گے جب تک کلمہ حق جاری نہ کریں اور امیرالمومنین کے اس کلمہ سے کہ یقیناً تم میرے فرزند ہو اور ان کو علم دینے سے استدلال کرتے ہیں اس پر جناب شیخ نے احتجاج فرمایا آپ فرماتے ہیں کہ محمد حنفیہ کے دعوئ امامت کا بطلان اس سے ہوتا ہے کہ امیرالمومنین نے امامت پر نص واجب فرمائی اور عصمت اس کے لئے ضروری قرار دی یہ امر ظاہر ہے کہ عصمت کا تعلق حس سے نہیں ہے اور نہ ظاہری خلقت سے اس کا تعلق بلکہ یہ علام الغیوب کے خبر دینے پر منحصر ہے جو ضمائر سے واقف ہے اور جب محمد حنفیہ کے متعلق کوئی نص رسول نہیں ہے اور اسی طرح نہ ان کے والد اور بھائیوں کی طرف سے کوئی نص انکی امامت پر نہیں ہے یہ دلیل انکی امامت کو باطل کرتی ہے۔ اور جناب محمد حنفیہ کے خود دعوئ امامت کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ اور نہ کسی نے ان کے دعوی کے متعلق کچھ کہا ہے۔ مختار نے اپنے خروج کے وقت انتقام خونِ حسین کے لئے یہ دعوی کیا۔

Presented by Ziaraat.Com

محمد حنفیہ اور یزید لعنہ

بعد واقعہ کربلا یزید نے بنی ہاشم کو خط بھیجکر بلوایا چنانچہ اس نے جناب محمد حنفیہ کو بھی خط بھیج کر طلب کیا جب اس کا خط جناب محمد حنفیہ کو ملا تو آپ نے اپنے فرزندان جعفر اور عبداللہ سے مشورہ کیا انھوں نے کہا جان کی حفاظت کیجئے۔ مجھے ڈر ہے کہ وہ آپکے ساتھ دھوکہ نہ کرے اور جس طرح آپ کے بھائی کو شہید کیا آپ کو شہید کردے۔ آپ نے فرمایا کہ فرزند مجھے خدا پر بھروسہ ہے بلا اس کی مرضی کے ذرہ بھی اپنی مرضی سے نہیں ہل سکتا اور میرے لئے خدا کی مدد کافی ہے۔ اس کے بعد آپ یزید کے پاس جانے کو روانہ ہوئے اور شام میں پہونچ کر یزید لعنہ کے ہاں گئے۔ اس نے آپ کا استقبال کیا اور اپنے تخت پر برابر بٹھایا۔ اس کے بعد کہا کہ اے ابوالقاسم خدا آپ کو قتل حسین پر صبر کرنے کا اجر دے۔ میں انکے ساتھ کسی قسم کی برائی کرنے کا ارادہ رکھتا تھا نہ میں نے ابن زیاد کو ان کے قتل کرنے کا حکم دیا خدا ابن مرجانا کو غارت کرے اس نے امام حسینؑ سے جنگ کی اور ان کو قتل کیا۔ مجھے اس کی اطلاع نہیں تھی کہ وہ اتنی جلد یہ حرکت کرے گا۔ محمد حنفیہ نے جواب دیا کہ میں نے تمہاری گفتگو سنی پروردگار حسین کو مراتب عالی عطا فرمائے گا وہ میرے بھائی اور میرے بزرگ تھے تو نے ان کے ساتھ ظلم کیا۔ یزید نے کہا کہ آپ نے میری پوری بات نہیں سنی آپ میری بیعت کریں اور بتائیے کہ آپ کس دین پر ہیں۔ محمد حنفیہ نے کہا جہاں تک تمہارے امیر ماننے کا سوال ہے۔ میں تمکو امیر تسلیم کرتا ہوں اور دین کے متعلق

Presented by Ziaraat.Com

جو تم نے کہا تو الحمد للہ میں دین خدا پر ہوں اور اس کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے مجھے یہ نعمت عطا فرمائی۔

یزید پھر اپنے لڑکے خالد کی طرف مخاطب ہوا اور کہا کہ یہ ہمارے ابن عم ہیں۔ اس کے بعد اس نے حکم دیا کہ ان کو ایک ہزار دینار دیئے جائیں جن کے لینے سے پہلے انکار کیا لیکن اس کے اصرار پر قبول کر لیا اور مدینہ واپس چلے گئے۔

جہاں تک اس واقعہ کا تعلق ہے تو اس واقعہ کو ہمارے ہاں کے مورخین غلط قرار دیتے ہیں۔ اور اگر یہ مان بھی لیا جائے تو ظاہر ہے کہ محمد حنفیہ اس ظالم کے سامنے تھے جو طلب بیعت کے سلسلہ میں اتنے بڑے واقعہ کا مرتکب ہو چکا تھا۔ یہ امر بھی بالکل واضح ہے کہ ہر شخص امام حسین نہیں سکتا وہ امام تھے ان کے لئے بیعت کرنا محال تھا لیکن وہ مومنین جو معصوم نہیں تھے ان پر اپنی جان کا بچانا واجب ہے اور اس سے پیشتر بھی جیسا کہ عرض ہو چکا ہے کہ وہ مومنین جو آیات کو من اللہ کے قائل اور اس پر عامل تھے لیکن اپنے وقت کے خلفاء سے انھوں نے مخالفت نہیں کی لہٰذا اگر یہ روایت صحیح بھی ہو تو آپ پر تقیہ واجب تھا۔ اور اپنی اور اپنے اہل خاندان جان و عزت کے بچانے کے لیئے آپ نے اسکی اطاعت قبول کی۔

دوسرا ایک اہم چیز خود اس واقعہ کے اندر یہ موجود ہے کہ آپ نے یہ نہیں کہا کہ میں تمہاری بیعت کرتا ہوں بلکہ یہ فرمایا کہ میں تم کو امیر مانتا ہوں ظاہر ہے کہ امیر حکم دینے والے اور بادشاہ کو کہتے ہیں تو وہ بادشاہ تھا اس سے انکار کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ آپ نے یہ نہیں کہا کہ میں تم کو حاکم

Presented by Ziaraat.Com

عادل یا خلیفۂ رسول مانتا ہوں۔ بادشاہ جابر و ظالم بھی ہوتا ہے جیسا کہ یزید تھا لہٰذا اگر اس کو ایک ظالم و جابر حاکم تسلیم کیا تو اس میں کون سی قیامت ہے جب آپ سے آپ کے مذہب کی بابت سوال کیا تو اس میں آپ نے کوئی رعایت یا تقیہ نہیں کیا بلکہ صاف جو دین تھا اس کو ظاہر کر دیا۔ سید الشہداء کے ذکر پر اسکو صاف ظالم اور قاتل بھی کہہ دیا۔ ظاہر ہے اس کے بعد اگر حالات کو دیکھتے ہوئے اور یزید کے مظالم پر نظر کرتے ہوئے آپ نے تقیہ فرمایا جو یقینی آپ پر واجب تھا۔ لیکن یہ روایت بموجب ارشاد جناب مولانا جوہر صاحب قبلہ غلط ہے جناب محمد حنفیہ کے متعلق یہ تصور ہی غلط ہے۔

عبداللہ ابن زبیر اور محمد حنفیہ

عبداللہ ابن زبیر کی آل علی سے مخالفت اور عداوت کوئی پوشیدہ امر نہیں ہے۔ تمام تاریخیں اس پر متفق ہیں کہ اُن کو آلِ علیؑ سے ہمیشہ مخالفت رہی اس کے ساتھ خلافت کی ہوس ان کو ہمیشہ رہی اور اسی ہوس کا نتیجہ ان کے قتل کا سبب بنا خلافت امیر المومنین علیہ السلام سے ان کی مخالفت اور بیعت سے انکار اور اس کے بعد ان کی اولاد سے مخالفت کرتے رہے۔ انھوں نے منبر پر اعلان کیا کہ بنی فاطمہ سب خطا کار ہیں محمد حنفیہ نے کہا کہ اے ام قتیلہ کی اولاد تمکو آل فاطمہ سے کیا کدورت ہے کہ تم ان کے سوا کسی کا ذکر نہیں کرتے جو خاتم النبیین محمد مصطفےٰ صلعم کا لخت جگر اور میرے والد کی زوجہ اور میرے بھائیوں کی ماں ہیں اور میرے لئے یہ باعث فخر ہے کہ وہ میرے بھائیوں کی والدہ ہیں اور میں فاطمہ بنت عمران بن عابد بن مخزوم

Presented by Ziaraat.Com

جدہ رسول کی اولاد میں اور یہ فاطمہ بنت اسد کی اولاد میں ہوں جو رسول اللہ کی کفیل تھیں اور ان کی والدہ کی قائم مقام تھیں۔ یہ سنکر وہ غصہ میں دانت پیستا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ یعقوبی اپنی تاریخ کے جز ثالث میں لکھتے ہیں کہ زبیر کو بنی ہاشم پر قوت حاصل ہوئی اور ان کو مجبور کر کے مکہ سے نکال دیا اور محمد حنفیہ کو ناحیہ کی طرف نکالدیا اور عبداللہ ابن عباس کو بہت بری طرح طائف کی طرف نکالدیا۔ تو محمد حنفیہ نے عبداللہ ابن عباس کو لکھا کہ مجھے یہ معلوم ہوا کہ آپ کو طائف کی طرف نکال دیا گیا ہے۔ اے ابن عم پروردگار عالم آپ کو ان تکالیف کی جزائے خیر دے خدا صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ مورخ مسعودی اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں کہ جب یزید کے مرنے کی خبر معلوم ہوئی تو عبداللہ ابن زبیر مکہ آئے اور بنی ہاشم کو شعب میں قید کر دیا ان میں محمد حنفیہ بھی تھے۔ ابن اثیر جزری اپنی تاریخ کامل جلد ۴ صفحہ ۱۲۴ پر رقمطراز ہیں کہ عبداللہ ابن زبیر نے محمد ابن حنفیہ اور اُن کے ساتھ آٹھ بنی ہاشم کو زمزم میں قید کر دیا اور بنی ہاشم کے ساتھ نہایت سخت و درشت برتاؤ کر کے اپنی عداوت و بغض کا مظاہرہ کیا یہانتک اس نے ان کو مجبور کیا کہ رسول اللہ پر صلوٰۃ بھیجنا ترک کر دیں۔ مسعودی کا بیان ہے کہ عمر بن شبۃ النمیری نے مساور بن السائب سے روایت کی ہے کہ ابن زبیر نے چالیس دن ممبر پر خطبہ دیا اور رسول مقبول پر صلوٰۃ نہیں بھیجی جب اس سے کہا گیا کہ تم نے صلوٰۃ کو کیوں منع کیا تو جواب دیا کہ میں نے ان پر صلوٰۃ بھیجنے کو اس وجہ سے منع کیا کہ لوگ انکی بلندی و مرتبہ پر فخر کرتے ہیں سعید ابن جبیر بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ عبداللہ ابن عباس ابن زبیر کے پاس گئے تو عبداللہ ابن زبیر نے ان سے کہا کہ تم ہی مجھکو کند ذہن اور بخیل کہتے ہو ابن

Presented by Ziaraat.Com

ابن عباس نے جواب دیا کہ میں نے رسول اللہ کو کہتے سنا ہے کہ وہ مسلمان نہیں ہے جو خود سیر شکم ہو اور اس کا غلام بھوکا رہے۔ ابن عبداللہ نے کہا کہ تمہارا بغض جو اس گھر کے ساتھ ہے مجھ سے پوشیدہ نہیں ہے۔ اور مسعودی حذف اسناد کے ساتھ تحریر کرتے ہیں کہ ابن زبیر نے خطبہ دیا اور کہا کہ لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ متعہ پر فتویٰ دیتے ہیں۔ اور ام المومنین عائشہ کی تنقیص کرتے ہیں کہ کیا خدا نے ان کے دلوں کو اندھا کر دیا ہے جس طرح ان کی آنکھوں کو اندھا کر دیا ہے جناب عبداللہ ابن عباس نے اپنے غلام سے کہا کہ مجھے سہارا دیکر اٹھاؤ۔ اس نے سہارا دے کر اٹھایا تو آپ ابن زبیر سے مخاطب ہوئے اور فرمایا کہ متعہ کے متعلق جو تم کہتے ہو تو بھی اس فعل کی کرنے والی تمہاری والدہ ہیں جا کر ان سے دریافت کرو کہ یہ فعل انہوں نے کیوں کیا۔ پہلے متعہ کرنے والے خود تمہارے ماں اور باپ ہیں اور تم ممتوعہ کی اولاد ہو اور حواری رسول کی بابتہ جو تم نے کہا تو تمہارے باپ نے برائی کی یہ سن کر ابن زبیر خاموش ہو گئے اور اپنی ماں سے جا کر واقعہ کی تصدیق چاہی انہوں نے تصدیق کی کہ اس کے باپ نے متعہ کیا تھا اور تو اولاد ممتوعہ ہے۔

واقدی نے ذکر کیا ہے کہ جب ابن زبیر کو محمد حنفیہ اور مختار کے تعلقات کا علم ہوا تو اس نے جناب محمد حنفیہ کو عارم کے قید خانہ میں دیگر آٹھ بنی ہاشم کے ساتھ قید کر دیا اور قسم کھائی کہ وہ اُن کو جلا دے گا محمد حنفیہ نے مختار کو لکھا کہ ابن زبیر نے ہمکو قید کر دیا ہے اور قسم کھائی ہے کہ وہ ان کو جلا دے گا۔ جب مختار کو معلوم ہوا تو انھوں نے ابو عبداللہ جدلی کی سرکردگی میں کچھ افراد کو بھیجا اور انھوں نے اسوقت جا کر انکو بچایا جبکہ لوگ گھر جلانے کے لئے وہاں پہنچ چکے تھے۔

Presented by Ziaraat.Com

ابن سعد نے طبقات جلد ۵ صفحہ ۷۳ پر اس واقعہ کو تفصیل سے لکھا ہے وہ کہتے ہیں کہ جب یزید کے مرنے کی اطلاع عبداللہ ابن زبیر کو ہوئی تو وہ مکہ آگئے اور عبداللہ ابن عباس اور محمد ابن حنفیہ کو اپنی بیعت کے لئے طلب کیا ان لوگوں نے بیعت سے انکار کیا اور بظاہر شدائد کے ان لوگوں کو خائف کیا ان کے ہمراہ مستورات بھی تھیں پس ان سب کو قید کر دیا اور بیڑا اٹھایا اور قسم کھائی کہ ان سب کو جلا دیگا۔ محمد بن حنفیہ نے ابوطفیل اور عامر بن واقعہ کو کوفہ کے شیعوں کی طرف روانہ کیا اور ابن زبیر کے مظالم اور سختی کی اطلاع دی تو مختار نے چار ہزار افراد ابن عبداللہ جدلی کی سرکردگی میں روانہ کیا مسعودی نے بیان کیا ابن زبیر نے کہا کہ سب نے میری بیعت کر لی ہے سوائے محمد حنفیہ کے اگر اس شخص نے غروب آفتاب تک بیعت نہ کی تو میں آگ سے اس کو جلادوں گا جناب عبداللہ ابن عباس نے محمد حنفیہ سے کہا کہ بلا بیعت کیئے آپ شدید خطرہ میں ہیں جناب عباس غروب آفتاب کا انتظار کر رہے تھے کہ ابوعبداللہ الجدلی پہنچ گئے اور محمد حنفیہ کو قید خانے سے نکال لیا اور وہ چار ہزار افراد کے ساتھ باہر آئے۔ بنی ہاشم سے عداوت کی یہ مثال ہے۔

محمد حنفیہ اور امیر مختار

اہل کوفہ سلیمان بن صرد خزاعی کے یہاں جمع ہوئے یہ تو اس کا گروہ تھا جو اپنی کوتاہی میں شرمندہ تھے سلیمان نے مختار کو اس امر کی اطلاع دی تو مختار فوراً کوفہ کی طرف روانہ ہو گئے اور کہا کہ قسم ہے خدا کی قاتلان حسینؑ کو اتنی ہی تعداد میں

Presented by Ziaraat.Com

قتل کردیں گا جلتی جناب یحییٰ کے خون بہانے کے بدلے میں تھی۔ یہ واقعہ ۷۶ھ میں ہوا۔

مسعودی لکھتے ہیں کہ مختار نے کوفہ میں اس امر پر سختی سے عمل شروع کیا اور کثرت سے ہر طبقے کے لوگ ان کے پاس پہنچ گئے تو مختار نے محمد حنفیہ کی امامت کا اعلان کیا اور ابراہیم بن مالک اشتر کو مقرر کیا کہ وہ جا کر جناب محمد ابن حنفیہ سے اجازت لیں کہ قتل حسینؑ کا بدلہ لیا جائے مختار نے اپنی تقریر میں کہا کہ خدا کا شکر ہے کہ آپ اہل بیت کے راز دار ہیں اور خدا نے آپکو عزت دی ہے کہ آپ آل محمد کی نصرت کریں۔ پس ابراہیم سوار ہو کر روانہ ہوئے اور محمد حنفیہ نے المہدی کے فرضی لقب سے اجازت لکھ کر دی اور اس پر لوگوں نے آپ کی تحریر ہونے کی شہادت دی چنانچہ یزید بن انس الاسدی۔ واحمر بن شمنت و عبداللہ بن کامل شاکری اور ابو عمرہ غلام نے گواہی دی کہ ہم تصدیق کرتے ہیں کہ یہ خط محمد حنفیہ کا ہے۔ اس کے بعد ابراہیم اشتری دس ہزار کا لشکر لے کر عبداللہ ابن زیاد کے مقابلہ پر روانہ ہوئے اور اسکو قتل کر کے اس کا سر محمد حنفیہ کی خدمت میں بھیج دیا اور انھوں نے وہ سر جناب امام زین العابدین کی خدمت میں پیش کیا۔ جس پر آپ اور دیگر بنی ہاشم خوش ہوئے مختار کے لئے دعائے خیر کی کہ خدا انکو جزائے خیر دے۔

دیگر مورخین نے تفصیل کے ساتھ اس واقعہ کو لکھا لہٰذا ان سے اقتباس کر کے مزید تفصیل سے لکھا جاتا ہے

چنانچہ ارباب تاریخ لکھتے ہیں کہ محمد ابن حنفیہ کے پاس اہل کوفہ میں سے

Presented by Ziaraat.Com

بہت سے افراد گئے جن میں عبدالرحمٰن بن شریع الشامی جو اپنی قوم کے سردار تھے اور سعد بن منقذ و سعید بن ابی سعید و اسود کندی و قدامہ بن مالک الجبعی نے محمد حنفیہ سے اہل کوفہ کے متعلق دریافت کیا انھوں نے کہا کہ ہم سب آپ کے ساتھ ہیں دریافت کیا کہ پوشیدہ طریقے سے یا اعلانیہ انھوں نے جواب دیا کہ پوشیدہ طریقے سے پھر عبدالرحمٰن بن شریع نے عرض کیا کہ آپ حضرات اہل بیت رسول ہیں جن کو خدا نے فضیلت سے مخصوص فرمایا ہے اور نبوّت سے سرفراز فرمایا ہے اور آپ کا حق اس امت پر واجب قرار دیا ہے اور مصیبت حسین پر غم والم میں مبتلا ہیں مختار رو تھے ہیں اس دعوے سے کہ وہ بیشتر آپ سے اجازت لے چکے ہیں کہ خون حسینؑ کا بدلہ لیں اور ہم کو کتاب خدا اور سنت رسول کی طرف دعوت دے کر خون حسینؑ کا بدلہ لینے کو کہا ہے اور اس امر پر ہم سے بیعت لی ہے پس اگر ہم کو انکی اتباع کا حکم دیں تو ہم اُن کی بیعت کریں اور اگر آپ منع فرمائیں تو انکار کر دیں آپ نے ان کا کلام سنا اور دوسروں کا کلام سنکر کہا کہ تم نے جو خدا کی طرف سے ہماری فضیلت کا ذکر کیا تو خدا جس کو چاہتا ہے فضیلت دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ذلیل کرتا ہے بیشک وہ بہت بڑا فضل و کرم کرنے والا ہے۔ اور تم میرے بھائی حسین کی شہادت کی مصیبت کا غم کا ذکر کیا تو یہ قضاء الٰہی تھی اور خدا نے انکو مکرم فرمایا یہ خدا کا فعل و اسکا حکم جو مقصد کیا گیا تھا۔ پھر تم نے جو خون حسینؑ کا بدلہ لینے کے متعلق دریافت کیا تو خدا جس شخص کے ذریعہ چاہے گا ہمارے خون کا بدلہ لے گا اب جبکہ تم ہمارے خون کا بدلہ لینا چاہتے ہو تو اٹھو اور امام وقت امام زین العابدین کے پاس چلو وہ جو حکم دیں اس پر عمل کرو بس وہ لوگ خدمت امام

Presented by Ziaraat.Com

میں حاضر ہوئے اور اُن کے ہمراہ محمد حنفیہ بھی تھے انھوں نے اپنا مقصد بیان کیا تو امام نے ارشاد فرمایا اے چچا چونکہ تمام لوگ اہل بیت سے دشمنی اور تعصب رکھتے ہیں لہٰذا ان لوگوں کو بہت احتیاط اور رازداری کے ساتھ کام کرنا چاہیئے اور میرا نام براہ راست لانا خطرہ سے خالی نہیں ہے لہٰذا میں اس پر آپ کو اپنا نائب بناتا ہوں۔ پس جو مناسب ہو وہ کیجئے۔ پس یہ کلام سن کر وہ لوگ باہر آئے اور ان لوگوں نے کہا کہ امام زین العابدینؑ اور محمد حنفیہ نے اجازت دے دی

چنانچہ محمد حنفیہ نے تحریر لکھ کر دی اور جب تحریر مختار کو ملی تو مختار نے اسکو پڑھ کر سنایا یہ ایک طویل تحریر ہے جس میں لکھا ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ خط محمد المہدی کا ابراہیم بن مالک اشتر کے نام۔ سلام علیک۔ میں مختار کو تمہارے پاس روانہ کر رہا ہوں جس نے اپنے نفس کو ہمارے لئے منتخب کر لیا اور جس کو میں نے اہل بیت کے خون کا بدلہ لینے کے لئے قتال کا حکم دیا ہے۔ پس تم خود مع اپنے ساتھیوں کے اس کے ساتھ ہو جاؤ۔ ابراہیم بن مالک اشتر نے یہ خط پڑھا تو کہا کہ یہ کیا بات ہے کہ اس میں انھوں نے اپنا نام اور اپنے والد کا نام نہیں لکھا اس امر میں کیا کہتے ہو کہ اس کتاب کا لکھنے والا المہدی ہے۔ مختار نے کہا کہ یہ حالات زمانہ کی وجہ سے لکھا ہے ابراہیم نے کہا کہ اس کی سند کیا ہے کہ خط جناب محمد حنفیہ کا ہے۔ اس پر یزید بن انس اور احمر بن سقیط اور عبداللہ بن کامل اور دیگر افراد نے تصدیق کی کہ یہ خط جناب محمد حنفیہ کا ہے پھر ابراہیم صدر میں مختار کے ساتھ بیٹھ گئے اور کہا کہ اپنا ہاتھ بڑھاؤ بیعت کے لئے چنانچہ بیعت کی پھر شہد کا شربت نوش کیا پھر ابراہیم ہمارے

Presented by Ziaraat.Com

ساتھ نکلے اور مختار کے گھر میں داخل ہوئے۔

۱۴ ربیع الآخر ارباب سیر کا بیان ہے کہ اس کے بعد مختار یوم
سنہ ھ تک قیام کرنے کے بعد یا لثارات الحسین و یا منصور کی آواز دی اور اپنا ئمہ
طلقا پر لشکر کشی کی اور تقریباً دس ہزار لوگوں کو قتل کیا جو قتل حسین میں کسی
صورت سے بھی شریک تھے اور ابراہیم نے عبداللہ ابن زیاد پر فتح پائی اس کا
سر قلم کرکے مختار کے پاس روانہ کیا اور مختار نے اس کا سر مدینہ امام سید سجادؑ
کی خدمت میں اور ایکہزار دینار اس کے ساتھ جناب محمد حنفیہ کی خدمت میں
روانہ کئے اور ان کو خط لکھا کہ میں نے آپ کے انصار دوستوں کو آپکے دشمنوں کے
مقابلہ میں بھیجا۔ انھوں نے دشمنوں کو قتل کیا خدا کا شکر ہے کہ مومنین کے سینے
کشادہ ہوئے اور دشمنوں کو قتل کرکے گڑھوں میں ڈالدیا اور دریا میں غرق
کردیا۔ یہ خط اور سر لے کر وہ لوگ جب محمد حنفیہ کے پاس حاضر ہوئے تو سجدہ
شکر میں گر گئے اور مختار کے لئے دعائے خیر کی خدا انکو جزائے خیر دے انھوں
نے ہماری مدد کی اور ہمارے حق کو پوری طرح ادا کیا خداوندا ابراہیم بن مالک
اشتر کی حفاظت فرما اور دشمنوں پر انکو فتح دے اور انکی مدد فرما اور انکو آخرت میں
بخش دے اس کے بعد سر کو جناب سید سجادؑ کی خدمت میں بھیجدیا جس وقت وہ
سر لے کر حاضر ہوا تو آپ صبح کا کھانا نوش فرمارہے تھے سر کو دیکھ کر آپ سجدہ
شکر میں گر پڑے اور فرمایا کہ الحمدللہ کہ ہمارے دشمن پر اس نے فتح دی اور مختار کو
جزائے خیر دے جس وقت میں انکے سامنے پہنچایا تھا تو وہ صبح کا کھانا کھارہا تھا میرے

Presented by Ziaraat.Com

والد بزرگوار کا سر اقدس اس کے سامنے رکھا تھا بس میں نے خداوند عالم سے دعا کی تھی کہ خداوندا مجھے اس وقت تک موت نہ دے جب تک میں اسی طرح عبداللہ ابن زیاد کا سر نہ دیکھ لوں۔

جو رقم مختار نے جناب محمد حنفیہ کو بھیجی تھی وہ انھوں نے اپنے گھر کے افراد اور مکہ اور مدینہ کے شیعوں اور مہاجرین و انصار کی اولاد کو تقسیم کردی۔

اسناد صحیحہ کے ساتھ روایت ہے کہ جناب صادق آل محمدؐ نے فرمایا کہ شہادت کے بعد چھ سال تک بنو ہاشم نہ سرہانے پر تکیہ رکھ کر لیٹے نہ بستر بچھایا نہ کسی نے کسی بنی ہاشم کے گھر اس مدت میں دھواں نکلتے دیکھا یہاں تک کہ عبداللہ ابن زیاد قتل ہوا۔ جناب زینب بنت علیؑ نے فرمایا ہماری عورتوں نے کنگھی کی اور نہ آنکھوں میں سرمہ لگایا۔ یہانتک کہ مختار نے عبداللہ ابن زیاد کا سر بھیجا۔

امیر مختار کا یہ عظیم کارنامہ تھا جو جناب محمد حنفیہ کی اجازت سے پورا ہوا۔

جناب محمد حنفیہ کے متعلق علماء و مورخین کے اقوال

۱۔ الزھری حلیۃ الاولیا جلد ۳ صفحہ ۱۷۳۔

محمد حنفیہ انسانوں میں عاقل ترین۔ اشجع خلق تھے انکے زمانے میں ان کا ثانی نہیں تھا

۲۔ وہب منبہ حلیۃ الاولیاء جلد ۳ صفحہ ۱۷۳

لوگوں کے قلوب محمد حنفیہ کی طرف مائل تھے۔

۳۔ اسی حلیۃ الاولیاء میں ابو نعیم کا قول ہے کہ محمد حنفیہ سب سے زیادہ شجاع اور صاحب ورع اور اعلم روزگار عاقل بہترین خطیب۔ شہاب ثاقب بہت بڑے نساب

Presented by Ziaraat.Com

صاحب اشارات خفیہ اور عنارات جلیہ تھے

۴۔ صاحب عمدۃ الطالب لکھتے ہیں

محمد حنفیہ علم و عبادت و شجاعت میں یکتائے روزگار تھے اور حسنین کے بعد اولاد امیر المومنینؑ میں سب سے افضل تھے۔

۵۔ الجلیلۃ اور تہذیب التہذیب میں العجلی کا قول ہے کہ

محمد حنفیہ مرد صالح اور ثقہ ترین تھے اور ان کی کنیت ابوالقاسم تھی۔

۶۔ ابراہیم جنید تہذیب التہذیب جلد ۲ صفحہ ۳، ۴ پر لکھتے ہیں۔

میں کسی کو بھی نہیں جانتا جو محمد سے زیادہ صحیح سند علی اور رسول سے کی ہو۔

۷۔ تہذیب التہذیب میں ابن حبان کا قول ہے۔

کہ وہ حسنین علیہم السلام کے بعد اہل بیت میں سب سے افضل تھے۔

۸۔ المستطرف جلد ۲ صفحہ ۲۲۳ ابوہاشم محمد بن علی ابن ابیطالب ان کے والد نے ان کو عزائم میں ثابت قدم زبان کے سچے اور شجاعان عرب میں سے تھے۔

۹۔ تقریب التہذیب صفحہ ۴۶۲ میں ہے کہ محمد بن علی بن ابیطالب ہاشمی ملقب بہ ابوالقاسم بن حنفیہ عالم ثقہ تھے۔

۱۰۔ البدا والنہایا جلد ۹ صفحہ ۳۸ میں ہے۔ محمد حنفیہ سادات قریش میں سے تھے اور مشہور شجاع تھے اور نہایت طاقتور۔

۱۱۔ الزرکلی جلد ۳ میں ہے کہ آپ وسیع العلم صاحب ورع اور قوت و وسعت دیکھا میں یکتا تھے۔

۱۲۔ نصر بن مزاحم صفحہ ۲۴۸ میں ہے وہی الحفاظ جو ۱۱ میں ہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

۱۳۔ من الرحمٰن مولفہ جناب الشیخ جعفر نقوی میں خود تحریر فرماتے ہیں محمد حنفیہ انسانوں میں سب سے زیادہ صاحب ورع ائمہ معصومین کے بعد سب سے بڑے متقی وعالم وعابد متعلم وفقیہ زاہد شجاع ترین کریم اپنے والد کے مطیع حسنین کے خدمت گذار کسانیہ نے ان کو امام کہا لیکن انہوں نے ان سے نزاد کیا امام زین العابدین کی تقدیم مذہبا فرض جانتے تھے اور کبھی کوئی امر انکی مرضی کے خلاف نہیں کیا سوائے فقیہ تحاکم حجر جو محض امام زین العابدین کی امامت کو ثابت کرنے کے لئے اور لوگوں کے شکوک کو رفع کرنے کے لئے تھا اور اسی واقعہ کے سبب سے کسانیہ انکو امام کہنے لگے۔

۱۴۔ عبد الحیٰ الماد الحنبلی کا قول ہے۔ عالم بے بدل نہایت درجہ پرہیزگار تھے

صحیفہ اور اس کے رموز۔

یہ صحیفۂ رموز عجیب موضوعات نادرہ کا حامل ہے۔ جو اس کے موضوعات کو پڑھ لے وہ علم امیر المومنین سے واقف ہو جائے۔ اور اس صحیفہ کے علم کے حامل آئمہ ہیں جو علم منایا و بلایا میں سے ہے۔ اور وہ ایک ایسے علوم کا خزانہ ہے جس سے علم ماکان و مایکون حاصل ہوتا ہے۔ بقول امیر المومنین باب مدینۃ العلم کہ مجھے خداوند عالم نے علوم منایا و بلایا و وصایا اور فصل الخطاب عطا فرمایا ہے اور میں صاحب کرامات ہوں اور صاحب العصی والمعصی والمیسم ہوں۔

امیر المومنین علیہ السلام نے اپنے خاص اصحاب مثلاً میثم تمار و رشید الہجری وکمیل ابن زیاد و حبیب ابن مظاہر کو بتایا تھا کہ تم مصلوب ہو گے۔ انھوں نے

Presented by Ziaraat.Com

دریافت کیا کہ کیسے معلوم ہوا انھوں نے کہا کہ اس صحیفہ سے ان کو علم ہوا اور یہ صحیفہ ان کے پدر بزرگوار کی شہادت کے بعد ان کے پاس پہنچا اور اس صحیفہ میں اسرار عجیبہ ہیں اور اس صحیفہ میں بنی عباس کی حکومت اور اُن کے خلفاء کے نام لکھے ہیں۔

ایک خوشی کے موقعہ پر جبکہ عبداللہ ابن عباس کے فرزند علی پیدا ہوئے تو ان کی کنیز نے بیان کیا کہ جب عبداللہ ابن عباس کے یہاں ولادت ہوئی تو میں جناب امیرالمومنین کی خدمت میں اطلاع دینے کو حاضر ہوئی اس وقت نماز ظہر کا وقت تھا امیرالمومنین نے دریافت فرمایا کہ عبداللہ ابن عباس کہاں ہیں میں نے عرض کیا کہ ان کے یہاں ولادت ہوئی ہے۔ آپ نے حکم دیا کہ ان کو بلاؤ جب وہ آئے تو آپ نے انکو طلب کیا تو انھوں نے کہا مولود لڑکا ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ خدا کا شکر ادا کرو تم نے اس کا کیا نام رکھا ہے۔ انھوں نے عرض کیا نام آپ تجویز فرمائیں آپ نے کہا مجھے دو آپ نے اپنی آغوش میں لیا اس کو دعا دی اور واپس کرکے فرمایا اسکا نام علی اور کنیت ابوالحسن رکھو یہ بادشاہوں کا باپ ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ جب معاویہ مدینہ میں آئے جبکہ وہ خلیفہ تھے تو انھوں نے کہا نام و کنیت کو جمع نہ کرو۔ اور اس کی کنیت ابو محمد تجویز کی۔

مورخین کا بیان ہے کہ بعد شہادت امیرالمومنین کے محمد حنفیہ اپنے بھائی جناب حسنین علیہم السلام کی خدمت میں گئے اور عرض کیا کہ میرے والد کا ترکہ مجھے بھی دیجئے ان حضرات نے فرمایا کہ تم کو معلوم ہے کہ ہمارے پدر عالی مقام نے کوئی دنیاوی ترکہ نہیں چھوڑا۔ انھوں نے کہا میں دنیاوی ترکہ کا طالب نہیں ہوں بلکہ میراث علم کا طالب ہوں۔ ابوجعفر کا بیان ہے کہ ابان بن عثمان نے

Presented by Ziaraat.Com

بیان کیا کہ جعفر بن محمد علیہ السلام نے فرمایا کہ ان کو صحیفہ دیدو۔ اور انھوں نے عبد اللہ ابن عباس کو بنی عباس کی سلطنت کے متعلق بتایا کہ امیر المومنین کا یہ ارشاد کہ خذ الملک ابا الاملاک۔ مجملاً اس امر کی خبر بھی جس محمد بن حنفیہ نے تفصیل سے بتایا۔

یہ ہی وہ صحیفہ ہے جو امیر المومنین کے وارثوں کے پاس یعنی آئمہ معصومین کے پاس یکے بعد دیگرے پہنچا یہانتک کہ امام وقت کے پاس اسوقت ہے۔

جناب صادق آل محمد علیہم السلام کا ارشاد ہے کہ غابر و مزبور اور جفر احمر و جفر ابیض و مصحف فاطمہ اور الجامعہ ہے۔ آپ سے سوال کیا گیا اس کی تفسیر فرمایئے تو آپ نے فرمایا۔ غابر وہ ہے جس کے ذریعہ علم ما یکون اور مزبور سے علم ظاہر النکت فی القلوب وہ الہام ہے جو ملائکہ کے ذریعہ ہم سنتے ہیں لیکن ان کو دیکھتے نہیں ہیں اور جفر احمر اس میں سلام رسول ہیں۔ اور قائم آل محمد جب تک ظہور نہیں کریں گے وہ ظاہر نہیں ہوں گے۔ اور جفر ابیض اس میں توراۃ جناب موسیٰ و انجیل جناب عیسیٰ اور زبور جناب داؤد اور کتب الہیہ ہیں اور مصحف فاطمہ اس میں تمام وہ واقعات اور بادشاہوں کے نام ہیں جو قیامت تک ہوں گے اور الجامعہ وہ طویل کتاب ہے جس میں چالیس باب ہیں جو رسول نے لکھوائے ہیں اور امیر المومنین کے دست مبارک کا لکھا ہوا ہے۔ پروردگار عالم نے اس میں وہ تمام باتیں جمع کردی ہیں جنکی قیامت تک ضرورت ہوگی۔

اور جناب صادق آل محمد علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ ہمارے پاس الواح موسیٰ اور عصائے موسیٰ ہے اور ہمارے پاس سیف رسول و علم رسول۔ اور زرہ

Presented by Ziaraat.Com

و مغفر و الواح موسیٰ و عصائے موسیٰ اور خاتم سلیمان بن داؤد ہیں اور ہمارے پاس وہ اسم ہے جو رسول اللہ نے دیا ہے۔ جناب شیخ مفید کا ارشاد ہے کہ اس سے مراد وہ تابوت ہے جو طالوت کے پاس تھا۔

عمر ابن ابان سے روایت ہے کہ جناب صادق آل محمدؐ سے دریافت کیا گیا کہ لوگ ام سلمہ سے صحیفۂ علوی کے ذریعہ احادیث سنتے تھے آپ نے ارشاد فرمایا کہ رسول اللہ نے اپنا علم اور سلام انکو عطا فرمایا اور ان کے امام حسن اور پھر امام حسین اور اسی طرح یکے بعد دیگرے امام وقت تک پہنچا

امام محمد باقر نے داؤد بن سلمان کو طلب کیا ابو نصر کا بیان ہے میں امام کے ساتھ مسجد رسولؐ میں تھا۔ پس دوانقی اور داؤد بن سلیمان آئے لیکن دوانقی امام کی خدمت میں نہیں گئے۔ صرف تنہا داؤد گئے آپ نے داؤد سے دریافت فرمایا کہ دوانقی کو یہاں آنے سے کیا امر مانع ہے داؤد نے کہا کہ اُن کو خطرہ ہے۔ امام نے فرمایا کہ اس وقت تک نہیں مرے گا، جب تک لوگوں کی گردنیں اس کے سامنے نہ جھک جائیں گی اور مشرق سے مغرب تک اس کی حکومت نہ ہو جائے گی اور اس کی عمر اتنی دراز ہو گی کہ وہ اتنی دولت و خزانہ جمع کرے گا کہ اس سے قبل کسی نے نہ جمع کیا ہو گا داؤد اٹھے اور دوانقی سے جاکر بیان کیا دوانقی آپکے پاس حاضر ہوا اور کہا مجھے آپ کے بیٹھنے میں بجز آپ کی عظمت و جلال کے اور کوئی امر مانع نہیں ہے۔

اس نے دریافت کیا کہ ہماری سلطنت انکی حکومت سے قبل ہو گی فرمایا ہاں پھر دریافت کیا کہ بنی امیہ کی حکومت کی مدت زیادہ ہو گی یا ہماری آپ نے فرمایا تمہاری

Presented by Ziaraat.Com

حکومت کی مدت زیادہ ہوگی پس جب دوانقی کو سلطنت ملی تو آپ کے اس ارشاد پر اس کو بہت تعجب ہوا۔

جناب صادق آل محمد کے ساتھ بھی ایسا ہی واقعہ پیش آیا۔ جس روز ہاشمیوں نے محمد بن عبداللہ کے ہاتھ پر تمام الوار نے بیعت کی تو امام نے بیعت کرنے سے منع فرمایا امیر اس وقت تک سوار نہیں ہوگا جب تک صاحب قبا یے زرد اور اس کا بھائی نہ آجائے۔ النسب کا مطلب السفاح اور المنصور سے تھا۔ پس منصور نے محمد کی دو مرتبہ بیعت کی ایک مرتبہ الوار کے مقام پر اور دوسری مرتبہ مکہ میں اور جب زمام حکومت منصور کے ہاتھ میں آئی تو اس نے محمد کو طلب کیا اور اس کے بھائی کو سختی کے ساتھ طلب کیا اور ان کو ان کے باپ عبداللہ حسنین سے قید خانہ میں بند کر دیا یہاں تک کہ وہ مر جائیں۔ محمد مدینہ میں کھائی دے پس اس نے ان کے لئے فوج کثیر روانہ کی اور محمد سے جنگ ہوئی اور وہ قتل کر دیئے گئے۔ ان کے بھائی ابراہیم بصرہ بھاگ گئے اور کوفہ کی طرف روانہ ہوئے کہ منصور کی فوج نے انکو کوفہ تک بھاگنے پر مجبور کر دیا یہاں تک کہ عیسیٰ بن موسیٰ محمد نفس ذکیہ سے جنگ کے بعد واپس ہوئے تو اس لشکر کو ابراہیم سے جنگ کے لئے بھیجا۔ جنگ ہوئی اور ابراہیم نے بہت سے سپاہیوں کو قتل کیا اور خود بھی قتل ہو گئے۔

جناب صادق آل محمد اکثر علم جفر کے ذریعہ اپنے مخلص اصحاب مثل کسد سیر نصیر تی مفضل بن عمرو ابان بن تغلب جو ان کی محفل میں بیٹھتے تھے وہ روایت کرتے ہیں روتے جب ان سے رونے کا سبب دریافت کیا تو کہا جواب

Presented by Ziaraat.Com

یہ تھا کہ وہ آپ کے اس قول پر رد تے تم پر افسوس ہے یں نے جفر میں وہ کتاب ہے جس میں کل علوم منایا د بلایا اور علم کان ما یکون قیامت تک کے لئے درج ہیں۔ جس کو خدا نے آلِ محمد کے لئے مخصوص کیا ہے ہماری اولاد مولود جو پردۂ غیبت میں ہوگا اور بہت طویل عمر پائے گا تو ہمارے بہت سے شیعوں کے دلوں میں شک پیدا ہوگا۔ ان کے غیبت کے طولانی ہونے کے سبب سے اور ان میں سے اکثر اپنے دین سے روگرداں ہو جائیں گے تو ہم آپ کے اس آخری جملہ پر رد تے جو آپ نے اپنے اصحاب کو صحیفہ پڑھ کر بتائے۔ یقیناً وہ آیت علم ما کان وما یکون سے ہے اور تواتر تک ایک کے بعد ایک تک پہنچتی رہی۔

جناب محمد حنفیہ کے دستِ مبارک کا لکھا ہوا قرآن شریف

علامہ بہاؤ الدین محمد بن حسن اسفندیار اپنی تصنیف تاریخ طبرستان صفحہ ۱۳۱ پر لکھتے ہیں کہ وہ قبر ابی جعفر الحناطی جو متقی اور بہت بڑے زاہد تھے گئے تو وہاں انھوں نے ایک قرآن دیکھا جو محمد بن حنفیہ کے ہاتھ کا لکھا ہوا تھا اور اس کے واسطے اس حلقہ میں مشہور ہے کہ اگر کوئی جھوٹا شخص اس قرآن پر حلف اٹھاتا تھا تو وہ فوراً سخت سے سخت مصائب میں گرفتار ہو جاتا تھا۔ اور یہ قرآن آج تک وہاں موجود ہے جو اہل اسلام کے لئے باعث فخر ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

جناب محمد حنفیہ سے سوال و جواب

جناب محمد حنفیہ سے دریافت کیا گیا آپ کا ادب کیا ہے۔ آپ نے جواب دیا میرا ادب میرے نفس کا رب ہے جو صاحبان بصیرت اور اولالباب سے احسن امور حاصل کر کے ان کی متابعت کرتا ہوں اور اس پر عمل کرتا ہوں اور جہلا سے اسکو بچاتا ہوں اور اس کی برائی کو ترک کرتا ہوں۔

دریافت کیا گیا بہترین زہد انسان کے لئے کیا ہے جواب دیا جو دنیا کو حقیر و ذلیل سمجھے اور اس سے دور رہے۔

دریافت کیا گیا کہ کون سا انسان سب سے زیادہ خسارہ میں ہے جواب دیا کہ جو بقاء کو فنا کے بدلہ فروخت کر دے یعنی عقبیٰ کے بدلے جو ہمیشہ رہنے والی ہے اس کے بدلے میں دنیا جو فانی ہے اسکو اختیار کرے۔

دریافت کیا کہ عظیم انسان کون ہے۔ جواب دیا جو اپنے نفس کو دنیا کے فریب سے بچائے۔

محمد حنفیہ اور احادیث

آپ نے اپنے والد بزرگوار اور دونوں برادران معظم سے احادیث نقل فرمائی ہیں۔

چنانچہ حلیتہ الاولیا جلد ۳ صفحہ ۱۷۰ الحذف اسناد محمد حنفیہ نے امام حسین علیہ السلام سے روایت انھوں نے فرمایا کہ ان کے پدر بزرگوار نے فرمایا کہ رسولؐ خدا

Presented by Ziaraat.Com

نے ارشاد فرمایا خداوند عالم نے فقراء کا حصہ انبیاء پر واجب کیا ہے جس نے اس کے دینے سے انکار کیا یا بخل کیا روز حساب اللہ تعالیٰ اس کا سختی سے حساب کرے گا اور ان پر عذاب نازل فرمائے گا۔

جناب ابو جعفر امام محمد تقی نے جناب محمد حنفیہ سے روایت کیا کہ جناب علی علیہ السلام حدیثِ رسول ارشاد فرمائی کہ خدا بندہ مومن و تواب کو محبوب رکھتا ہے۔ حسن بن محمد نے اپنے والد اور انھوں نے اپنے والد امیر المومنین سے روایت کی ہ رسولِ خدا نے ارشاد فرمایا کہ قاطع سدرہ پر خدا کی لعنت ہو۔ امالی جناب طوسی نے کتاب مدینۃ الحسینؑ کے صفحہ ۴۲ پر تحریر کیا ہے کہ یحییٰ بن منغیرہ الرازی نے بیان کیا کہ ان کے ہمراہ جریر بن عبدالحمید ومشقی میں تھے کہ ایک شخص عراق سے آیا انھوں نے اس سے اہل عراق کی خبر دریافت کی اس نے بتایا کہ قبر حسین سے بے ادبی کی گئی اور درخت سدرہ جو قبر جناب سید الشہداء کے قریب تھا اس کو قطع کرنے کا حکم دیا اور وہ قطع کر دیا گیا پس انھوں نے ہاتھ اٹھا کر کہا اللہ ہم نے رسول سے حدیث سنی تھی انھوں نے فرمایا تھا کہ خدا لعنت کرے قاطع سدرہ پر۔

محمد حنفیہ نے اپنے والد امیر المومنین سے روایت کیا کہ رسول خدا نے فرمایا الکرسی لؤلؤہ ہے اور قلم لؤلؤۃ الحدیث ہے محمد بن حنفیہ نے اپنے والد روایت کی کہ رسول خدا نے عرب کو منتخب فرمایا پھر عرب میں کنانہ کو منتخب فرمایا یا یہ فرمایا کہ النضر بن کنانہ منتخب فرمایا پھر ان میں سے قریش کو پھر اس سے بنی ہاشم کو پھر بنی ہاشم میں سے مجھ کو منتخب فرمایا۔

Presented by Ziaraat.Com

ابراہیم بن محمد حنفیہ سے روایت کیا اپنے جد علی ابن ابیطالب سے کہ رسول خدا نے فرمایا کہ مہدی ہم اہل بیت میں سے ہوں گے جن پر پروردگار عالم دن رات صلوٰۃ بھیجتا ہے۔

یاسین ابن سیارہ نے بیان کیا کہ ان سے ابراہیم بن محمد حنفیہ نے بیان کیا کہ ان سے ان کے والد محمد حنفیہ نے اپنے پدر عالی مقام سے سنا کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ جناب رسول خدا نے ارشاد فرمایا کہ مہدی ہمارے اہلبیت سے ہوگا۔

حدیث شفاعت

صاحب الاتحاف بحب الاشراف نے اپنی کتاب صفحہ ۱۲۹ پر تحریر کیا ہے کہ محمد بن حنفیہ نے بیان کیا کہ انھوں نے اپنے پدر عالیمقام علی ابن ابیطالب کو فرماتے سنا کہ ایک روز میں اپنے گھر میں داخل ہوا تو رسول خدا صلعم تشریف فرما تھے اور امام حسنؑ ان کے داہنی طرف اور امام حسینؑ اُن کے بائیں جانب اور جناب سیدہ سلام اللہ علیہا انکے سامنے بیٹھے تھے اور آپ فرمارہے تھے کہ اے حسنؑ و حسینؑ تم دونوں میزان کی کفتین ہو اور فاطمہ مثل اس کی زبان کے ہے۔ بلا زبان کے عدل نہیں کر سکتے اور زبان بلا کفتین کے قائم نہیں رہ سکتی تم دونوں اور تمہاری والدہ شفاعت کرنے والی ہیں۔

عمر ابن عاصم نے کہا کہ ان سے حرب بن شریح نے بیان کیا انھوں نے کہا کہ میں نے جناب ابوجعفر محمد بن علی بن حسینؑ علیہ السلام سے عرض کیا کہ میں آپ پر فدا ہوں مجھے بتلایئے کہ میں اہل عراق سے شفاعت کے متعلق کیا بیان

Presented by Ziaraat.Com

آپ نے فرمایا کیسی شفاعت میں نے عرض کیا کہ شفاعت محمدؐ آپ نے ارشاد فرمایا کہ قسم ہے خدا کی میں نے اپنے عم ابی محمد بن علی بن حنفیہ نے بیان کیا کہ حضرت علی نے ارشاد فرمایا کہ رسول خدا صلعم نے ارشاد فرمایا پروردگا میں اپنی امت کی شفاعت چاہتا ہوں۔ یہاں تک خداوند عالم ندا فرمائے گا کہ اے محمد تم راضی ہوئے میں عرض کروں گا مالک میں رضامند ہوا پس تم اہل عراق سے کہو کہ وہ قرآن کی اس آیتہ کو پڑھیں (وقال یا عبادی الذین اسرفو اعلی انفسہم لاتقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللّٰہ یغفر الذنوب جمیعا) میں نے کہا میں یہ بیان کروں گا آپ نے فرمایا لیکن اہلبیت کی پیروی اور محبت کے ساتھ ان کو قرآن کی یہ آیتہ بھی بتاد جس میں خدا فرماتا ہے (ولسوف یُعطیکَ رَبُّکَ فترضیٰ) اور یہی اصل شفاعت ہے۔

بعد شہادت جناب مختار کے واقعات

جناب امیر مختار ماہ رمضان کے چوتھے ہفتہ ۶۷ھ میں شہید ہوئے ان کی شہادت کے بعد عبداللہ ابن زبیر نے ان کو لکھا کہ (معاذاللہ) وہ کذاب یعنی مختار کو خدا نے قتل کر دیا اب اگر تم میری بیعت نہ کرو گے تو میں تم کو قتل کر دوں گا۔ ابن سعد طبقات جلد ۵ صفحہ ۷۸ پر لکھتے ہیں کہ محمد حنفیہ نے کسی حالت میں ابن زبیر کی بیعت نہیں کی اور مدینہ چھوڑ کر چلے گئے۔

محمد حنفیہ اور عبدالملک بن مروان

Presented by Ziaraat.Com

حجاز میں محمد حنفیہ اور عبداللہ ابن زبیر کے درمیان جو واقعات ہوئے ان کی اطلاع عبدالملک بن مروان کو ہوئی اور ابن حنفیہ کا ابن زبیر کی بیعت سے انکار عبدالملک کو لکھکر بھیجدیا۔ عبدالملک نے اُن کو طلب کیا ابن کثیر بدرالنہایتہ جلد ۹ صفحہ ۳۸ پر لکھتے ہیں کہ ابن حمزہ نے بیان کیا کہ عبدالملک بن مروان نے محمد حنفیہ کو ایک عہد نامہ لکھا جس میں اسنے لکھا کہ اگر وہ اس کی زمین کی حدود میں داخل ہو جائیں تو ان کو پوری اماں حاصل ہے یہ عہد نامہ پڑھکر محمد ابن حنفیہ شام میں داخل ہوئے تو عبدالملک نے کہلا بھیجا کہ یا تو میری بیعت کر دیا یہاں سے چلے جاؤ۔ اس کے بعد محمد بن حنفیہ پھر مکہ جانے کے لئے روانہ ہوئے لیکن زبیر نے مکہ میں ان کا داخلہ ممنوع قرار دے دیا تو آپ مدین چلے گئے۔

ارباب تاریخ لکھتے ہیں کہ محمد ابن حنفیہ مدین میں داخل ہوئے تو وہاں عبدالملک بن مروان کا گورنر مطہر بن یحییٰ انفیکی تھا اس نے اس قافلہ کو داخل ہوتے دیکھا تو دریافت کیا کہ تم لوگ کون ہو۔ تو لوگوں نے کہا ہم سے خوف مت کرو۔ ہم لوگ محمد بن علی کے ساتھیوں میں سے ہیں۔ چنانچہ وہاں کچھ عرصہ قیام کے بعد آپ معہ اہل و عیال کے مکہ واپس آ گئے اور پھر عبداللہ ابن عباس کے ساتھ طائف چلے گئے۔ جہاں جناب عبداللہ ابن زبیر کے نقائص اور جناب محمد حنفیہ کے فضائل بیان کئے گئے یہانتک کہ عبداللہ ابن عباس نے اس دار فانی سے رحلت فرمائی اور جناب محمد حنفیہ نے انکی نماز جنازہ پڑھکر انکو دفن کیا

جناب محمد حنفیہ کی اپنی اولاد کو وصیت

Presented by Ziaraat.Com

صاحب التفسیر اپنی کتاب صفحہ ۴۷ پر لکھتے ہیں کہ جناب محمد حنفیہ نے جب وصیت کرنے کا ارادہ کیا تو اپنے بڑے فرزند جناب ابوہاشم کو طلب فرمایا کہ اے فرزند کہہ ہیں تم کو زمانہ کے انقلاب سے آگاہ کرتا ہوں دیکھو لوگ تم کو مال دنیا کا لالچ دینگے لیکن اس کی طرف ہرگز توجہ نہ کرنا اور ہمیشہ اس سے بچتے رہنا کبھی اپنی دست حاجت صاحبانِ زر کے سامنے دراز نہ کرنا اور ہمیشہ دین حق پر قائم رہنا اور اصول وفروع اسلام پر سختی سے کاربند رہنا اس کے بعد آپ نے چند اشعار امرء القیس کے پڑھے لیکن جناب شیخ صدوق جناب امام موسیٰ کاظم سے روایت کرتے ہیں کہ وقت وفات جب ان سے وصیت کے لئے کہا گیا تو انکی طاقتِ گویائی کام نہیں کر رہی تھی تو انھوں نے وصیت لکھ کر دی اور اس کا نسخہ صحیفہ میں شامل ہے۔

آپ کی وفات وجائے دفن

آپ کی وفات کی تاریخ اور آپ کی علالت کا کتب میں کوئی پتہ نہیں چلتا کہ آپ کی وفات کا سبب کیا ہوا بہر حال آپ کے انتقال کے متعلق آپ کے فرزند سے مختلف روایات ہیں۔

ابن خلکان اور صاحب تہذیب التہذیب لکھتے ہیں کہ آپ کی وفات عبدالملک بن مروان کے زمانہ ۸۱ھ میں ہوئی۔

عبداللہ بن محمد بن حنفیہ نے کہا کہ اُن کے والد کی وفات شروع ۸۱ھ میں ہوئی اور آپ کی عمر ۶۵ سال کی تھی آپ نے یہ بھی کہا کہ میرے والد کی وفات محرم ۸۱ھ

Presented by Ziaraat.Com

جو سنہ الحاف تھا

آپ کی نماز جنازہ اُبان نے پڑھی۔ عولمرالاسمی کا بیان ہے کہ ان کے فرزند ابو ہاشم نے کہا اس دن ہم کو معلوم ہوا کہ نماز وہ پڑھائے جو افضل ہو چنانچہ انھوں نے اُبان سے کہا اور انھوں نے پڑھائی بعض کا قول ہے کہ خود ابو ہاشم نے نماز جنازہ پڑھائی۔

آپ کے جائے دفن میں بہت اختلاف ہے بعض مورخین کہتے ہیں کہ آپکا انتقال بمقام رضوی جو مدینہ میں پہاڑی تھی وہاں ہوا۔ اور بقیع میں دفن ہوئے اور یاقوت معجم میں لکھا ہے کہ باب خارک بحر فارس کے وسط میں ایک جزیرہ ہے جو جبل عالی کہلاتا ہے وہاں ایک قبر ہے جس کی بابتہ بتایا گیا کہ محمد بن حنفیہ کی قبر ہے یاقوت الحموی کہتے ہیں کہ ایران کے شمال میں بمقام رے جہاں سادات علوی کی بہت سی قبریں ہیں وہاں محمد بن حنفیہ کی قبر ہے۔

لیکن جناب امام باقر علیہ السلام نے اور ہمارے آئمہ معصومین کا ارشاد ہے جناب محمد حنفیہ کا انتقال مدینہ میں ہوا اور جنت البقیع میں آپ کی قبر مطہر ہے اور یہی قول آپ کی اولاد کا بھی ہے لہٰذا مصدق اور صحیح ہے۔

جناب محمد حنفیہ کی اولاد

تاریخ یعقوبی جلد ۳ صفحہ ۴۸ میں ہے کہ آپ کی کل چوبیس ۲۴ اولادیں تھیں جن میں ۱۴ فرزند تھے

شیخ تاج الدین محمد بن مفعہ کا قول ہے کہ نسل جناب محمد حنفیہ عراق و حجاز میں

Presented by Ziaraat.Com

تقریباً نہیں ہیں۔ مصر و بلاد عجم و کوفہ میں ہیں لیکن یہ صرف ایک ان ہی کا قول ہے

۱۔ عبد اللہ الملقب بہ ابو ہاشم۔ آپ سب سے بڑے فرزند تھے آپ کا شمار علمائے اشرف میں تھا اور ان کے بہت کثرت سے شاگرد تھے۔ ان میں سے ابن عطائمہ جو نہایت عابد اور آپ اپنے والد کے شاگرد تھے جو امیر المومنین کے شاگرد رشید و فرزند سعید تھے۔ ابن مسعود نے طبقات میں ذکر کیا ہے کہ ابو ہاشم بہت ثقہ تھے۔ شیعہ ان کے معتقد تھے اور ابن حجر تقریب تہذیب میں لکھتے ہیں کہ ابو ہاشم بہت عابد و پرہیزگار تھے اور شام میں اپنے بھائی حسن کے ساتھ رہتے تھے اور ۹۹ھ میں وہیں ان کا انتقال ہوا۔

۲۔ جعفر اکبر۔ صاحب العمدۃ الکما کہتے ہیں کہ وہ مدینہ میں یوم الحرہ میں شہید ہوئے۔

۳۔ علی بن محمد حنفیہ۔ یہ بہت بڑے عالم و فاضل تھے اور کسانیہ ان کو انکے والد کے بعد امام مانتے تھے۔

۴۔ حمزہ ان کے متعلق بجز ان کے نام کے اور کچھ نہیں پتہ ہے۔

۵۔ الحسن۔ انکے متعلق مشہور ہے کہ بنی ہاشم کے ظریفوں میں سے تھے ابن سعد نے طبقاتہ میں لکھا ہے کہ یہ صاحبان عقل و دانش میں سے تھے اور بہت ظریف تھے ان کی والدہ جمال بن قیس بن مخرمہ ابن مطلب تھیں۔

۶۔ ابراہیم۔ طبقات ابن سعد میں ہے کہ ان کی والدہ مسرعۃ بنت عباد بن شیبان بن جابر حسن کا سلسلۂ نسب ہاشم تک جاتا ہے

۷۔ القاسم انکے بھی نام کے سوا اور کوئی حالات نہیں ملے۔

Presented by Ziaraat.Com

۸۔ عبدالرحمٰن ۔ آپکی والدہ برہ بنت عبدالرحمٰن بن حریث بن نوفل بن حارث بن عبدالمطلب تھیں۔

۹ ۔ جعفر ثانی

۱۰۔ عون ۔ آپکی والدہ مہدیہ بنتِ عبدالرحمٰن ابن عمر بن محمد بن مسلمۃ الانصاری تھیں۔

۱۱۔ عبداللہ اصغر۔ آپ کی والدہ ام جعفر بنتِ محمد بن جعفر بن ابیطالب تھیں

۱۲ ۔ عبداللہ آپ کی والدہ ام ولد تھیں۔

اُن کے علاوہ دو فرزند جعفر کے بھائی جو بچپن ہی میں انتقال کر گئے ابو نصر بخاری لکھتے ہیں کہ محمد حنفیہ کی نسل علی و ابراہیم و عون سے چلی۔

ایک نہایت مضحکہ خیز بات طبری جلد ۴ صفحہ ۱۲۸ میں تحریر ہے ۲۷۸ھ کے ذکر میں لکھتے ہیں کہ قرامطہ انکی مذہبی کتاب میں یہ درج ہے کہ خرنج بن عثمان جو نصرانی تھا۔ اس نے دعویٰ کیا کہ عیسیٰ جو مسیح تھے وہی کلمہ تھے وہی مہدی اور وہی احمد بن محمد حنفیہ ہیں وہی جبریل ہیں آپ ہی حجت ہیں آپ ہی ناقہ آپ ہی روح القدس ہیں آپ ہی یحییٰ بن ذکریا ہیں۔

ختم شد

Presented by Ziaraat.Com

خاتمۃ الکتاب

بحمد اللہ آج ۱۳ ر رجب المرجب ۱۴۰۰ھ یوم ولادت مولائے کائنات یہ کتاب اختتام کو پہنچی۔

میں نے اپنے حتی الامکان اس امر کی پوری کوشش کی ہے کہ جناب محمد حنفیہ کے حالات زیادہ سے زیادہ درج ہو جائیں۔ اور کوشش بسیار کے بعد جن جن کتب میں صحیح حالات مل سکے ان کو جمع کرنیکی کوشش کی ہے۔ لیکن یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ آپکی مکمل سوانح حیات ہے۔ یقینی ابھی کچھ باقی ہوں گے۔ ممکن ہے کہ کوئی اور صاحب قلم اور زیادہ ان کی حیات پر روشنی ڈال سکے۔ بہت سے ایسے واقعات جو روایات صحیحہ کی حد میں نہیں تھے اُنکو میں نے ترک کر دیا اور جو واقعات غلط منسوب کئے گئے تھے ان کی تردید دلائل کے ساتھ کی گئی۔

میرے ناچیز خیال میں اشاعت و تبلیغ مذہب کی جتنی شدید ضرورت موجودہ دور میں ہے اس سے قبل نہ تھی۔ اس وجہ سے کہ گزشتہ دور میں افرادِ ملت میں ذوق مذہبی تھا اور وہ اپنے بچوں کو مذہبی تعلیم دلانے سے لاپرواہ نہ تھے۔ دوسری طرف علماء اشاعت و تبلیغ اپنا فرض سمجھتے تھے اور وہ تحریراً و تقریراً اپنے فرائض کو انجام دینے میں ہمہ تن منہمک رہتے تھے۔ ایک منبر ہمارا بہترین تبلیغی منارہ تھا دوسری طرف ہماری کتب جو دلائل عقلیہ سے پُر ہوتی تھیں پڑھنے والوں کے دل و دماغ کو روشن کرتی تھیں۔ یہ دو زبردست حربے تھیں جن سے ہمارے مخالفین ہمیشہ زیر رہے لیکن افسوس یہ ہے کہ ہماری یہ دونوں ختم ہو رہی ہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

اس زمانے میں جبکہ دیگر فرقوں کی کتابیں کثرت سے شائع ہو رہی ہیں عربی و فارسی کتب کے تراجم شائع ہو رہے ہیں ہمارے خلاف ہر قسم کے حربے اختیار کیے جا رہے ہیں۔ ہماری مذہبی تعلیم مفقود ہو چکی ہے۔ ہمارے یہاں کوئی ایسا ادارہ نہیں جو ملت کی رہنمائی کر سکے۔ ہمارے ذاکرین صرف زینت ممبر ہو کر رہ گئے جیسا کہ میں نے اپنے مقدمۂ کتاب میں لکھا ہے کیا یہ تلخ حقیقت نہیں کہ منبر جتنا بلند تھا اب اتنا ہی پست کر دیا گیا ہے وہ منبر جس پر سے دلائل و براہین کے دریا بہتے تھے جہاں سے علم کلام کے موتی رُلے جاتے تھے آج اس منبر سے بجز لفظی زیر و بم کے اور کچھ سننے میں آتا ہی نہیں کوئی صاحب منبر پر ارشاد فرماتے ہیں کہ ابتک مومنین علمی مجلس سنتے تھے اب میں ظلمی مجلس سناتا ہوں کوئی صاحب لف و نشر میں تقریر کرنا اور منبر پر جنگوں اور سریوں کی رٹی ہوئی فہرست سنانا مآل مجلس قرار دیتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ وہ کان جو جناب مولانا محمد رضا صاحب قبلہ مرحوم کی فلسفیانہ تقاریر اور مولانا سبط حسن صاحب قبلہ کی سحر آفرین مگر منطقی تقریر، حافظ کفایت حسین صاحب مرحوم و مولانا کلب حسین صاحب قبلہ مرحوم کی تقاریر سنے ہوئے ہوں موجودہ ذاکرین کی تقریر سنکر ان کے قلب و دماغ پر کیا گزرتی ہوگی۔ اس کو وہی سمجھ سکتا ہے جس پر گزرتی ہوگی۔ بجز دو ایک حضرات کے کم از کم کراچی میں کوئی نظر نہیں آتا۔ یہی حال تحریر کا ہے۔ کراچی تو اس سے بالکل خالی ہے۔ البتہ لاہور میں کچھ مفید کام ضرور ہو رہا ہے اور وہاں مولانا مرزا یوسف حسین صاحب قبلہ اور مولانا مرتضیٰ حسین صاحب فاضل ایسی صاحب علم ہستیاں موجود ہیں جو قابل قدر خدمات انجام دے رہی ہیں۔ پروردگار عالم ان کی عمروں میں برکت عطا فرمائے اور توفیقات میں اضافہ فرمائے اس وقت یہ ذوات مقدسہ بہت

Presented by Ziaraat.Com

غنیمت ہیں۔ کراچی میں ایک ذات جناب محمد مصطفیٰ صاحب جوہر قبلہ کی ہے مگر وہ اب ضعیفی کی ان حدود میں پہنچ گئے ہیں جس میں پہنچنے کے بعد انسان مجبور ہو جاتا ہے پھر یہ کہ بینائی کے جانے سے اور بھی مجبور ہو گئے ہیں۔

یہ ایک غمزدہ کی آہ تھی جو نوک قلم پر آ گئی اس سے مراد نہ کسی کی ذات پر حملہ ہے نہ کسی کی ذات سے چشمک ہے یقینی یہ بات بہت سے حضرات کے مزاج کے خلاف ہوگی لیکن حقیقت حقیقت ہے اور اظہار ہر مومن کا فرض ہے اس کے لکھنے کا مقصد صرف اسقدر ہے کہ خدارا حالات دیکھیں اور غور کریں کہ ملت جعفریہ کا کیا حال ہے اور وہ کہاں جا رہی ہے اور اسکو کیا ہونا چاہیئے تھا اگر یہی حال رہا تو وہ زمانہ دور نہیں کہ ہماری آئندہ نسلیں مذہب سے بالکل ناآشنا ہو جائینگی جس کی پوری ذمہ داری علماء اور ذاکرین پر ہوگی لہٰذا ہمارا فرض ہے کہ زیادہ سے زیادہ کتب لکھی جائیں اور ان میں ایسا مواد ہو جنکو پڑھ کر ہمارے بچے سبق حاصل کر سکیں۔

مجھے یقین ہے کہ لاہور میں جناب مولانا مرزا یوسف حسین صاحب قبلہ اور جناب مولانا مرتضیٰ حسین صاحب قبلہ فاضل یقینی پوری طرح کوشاں ہوں گے میں نے جناب مرتضیٰ حسین صاحب کی اکثر تصانیف پڑھی ہیں اُن کے ترجمے بھی دیکھے بلکہ میرے کتب خانے میں مرزا صاحب قبلہ کی کچھ کتب موجود ہیں یقینی وہ ایک علمی ذخیرہ ہے اور نہایت مفید کتب ہیں۔ مرزا صاحب قبلہ کی المیزان بھی بہترین کتاب ہے کاش میری آواز ان حضرات تک پہنچ جائے کہ آپ ہی حضرات سے امیدیں وابستہ ہیں خدارا ایسا ادارہ قائم فرمائیے جو مفید اور قابل توجہ ملت ہو اور اس سے ملت جعفریہ کے بچے فائدہ حاصل کر کے قوم کے لئے باعث فخر ہوں۔

Presented by Ziaraat.Com

آخر میں میں اپنی ملت کے نوجوانوں کو مخاطب کرتا ہوں کہ خدا کے واسطے اپنے کو سنبھالو۔ کہاں جا رہے ہو اور تمہیں کیا ہونا چاہیئے۔ اس لا مذہبیت کے طوفان میں بہنا کہاں کی عقلمندی ہے۔ تم اس ملت کے چشم و چراغ ہو جو اپنے اعلیٰ کردار میں یکتا تھے۔ تم ان کے ماننے والے ہو جو انسانیت کے اس انتہائے کمال پر تھے جہاں بڑے بڑے فلسفی نہ پہنچ سکے۔ انھوں نے تمہارے لئے جو راہِ ہدایت کی شمعیں روشن کیں وہ تا قیامت روشن رہنے والی ہیں انکے علوم ربانی کی مشعلیں آج بھی اسی روشنی میں اور تم کو راستہ دکھا رہی ہیں۔ تم مجالس میں شرکت کرتے ہو، ماتم کرتے ہو اور اس مظلوم کے کردار کو بالکل فراموش کئے ہوئے ہو اب بھی وقت ہے آنکھیں کھول کر دیکھو اور گوشِ دل سے سنو تو آج بھی تمکو ان کی آواز ہل من ناصر سنائی دے گی سوچو اور غور کرو کہ تمہارا امام وقت تمہارے افعال کا نگراں ہے اس کے سامنے تمہارے اعمال یقینی پیش ہوتے ہیں کیا تمکو شرم نہیں آتی کہ تمہارے امام کے سامنے تمہارے اعمال پیش ہوں جن سے ان کو تکلیف ہو یا محبت و مودت یہ ہی ہے کہ تم سے تمہارے امام کو تکلیف نہ پہنچے۔ لہٰذا میں کہتا ہوں کہ خدا کے لئے اپنے کو درست کرو اپنے مذہب کی پیروی کرو۔ علماء کو برا کہنا اور ان پر نکتہ چینی کرنا جاہلوں کا کام ہے لہٰذا اس سے پرہیز کرو اپنی مذہب کی کتابیں پڑھو آئمہ معصومین اور انکی اولاد کے کردار کو اختیار کرو یہ ضرور ہے کہ تم معصوم نہیں ہو سکتے مگر سلمان فارسی اور قنبر تو بن سکتے ہو۔ یہ حیات فانی چند روزہ ہے اس کے بعد کی حیات جو جاودانی ہے اس کے لئے تیار رہنا تمہارا فرض ہے۔ کیا تم کو دیکھ کر کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ تم آل محمد کے پیرو ہو تمہارا فرض ہے کہ تم اپنے آپ کو ایسا بناؤ کہ دنیا تم کو دیکھ کر

Presented by Ziaraat.Com

پکار اٹھے کہ یہ ہیں آل محمد کے پیرو ۔ وما علینا الا البلاغ ۔
الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ نبی الکریم وآلہ الطیبین الطاہرین المعصومین ولعنۃ اللہ علیٰ اعدائہم اجمعین الیٰ یوم الدین ۔

احقر العباد

غلام غلامانِ آل محمد

عاصی ۔ راحت حسین ناصری عفی عنہ

یہ کتابیں ضرور ضرور پڑھیے

(۲) اولیائے اکرام و شعرائے عظام آستانہ مولا علی پر قیمت ۳۰ روپیہ اس کتاب میں مشہور زمانہ اولیائے اکرام کی نایاب منقبت اور الکاترجیہ پہلی بار یکجا کر کے چھاپا گیا ہے ۔

(۳) "عظمت حسین" یعنی مقالات سید العلماء قیمت ۲۰ روپے اس کتاب میں سید العلماء وسید علی نقی صاحب قبلہ کے ۲۵ عدد نایاب مضامین کے مجموعہ جسکو پہلی بار یکجا کر کے سید العلماء کی اجازت سے چھاپا گیا ہے اس کتاب میں امام عالیمقام کی شخصیت کے ہر پہلو پر بھرپور روشنی ڈالی گئی ہے مومنین کے لئے ایک نایاب تحفہ ہے ۔

(۴) "شیعہ حفاظ قرآن" قیمت ۸ روپے ۔ کون کہتا ہے کہ شیعوں میں حافظ قرآن نہیں ہوتے اس کتاب میں پہلی صدی ہجری کے شیعہ حفاظِ قرآن کے اسمائے گرامی کے کارنامے اور پتہ درج ہیں ۔

Presented by Ziaraat.Com

برائے ایصال ثواب

سورۃ الفاتحہ

محمد وصی خان ابن محمد عسکری خان

Presented by Ziaraat.Com